عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۱۴ تا ۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۴۱

اسلامی تجارت کے بُنیادی اصول

اُن کی سیرت سے آئینہ ہے آئینہ دیکھا کرو

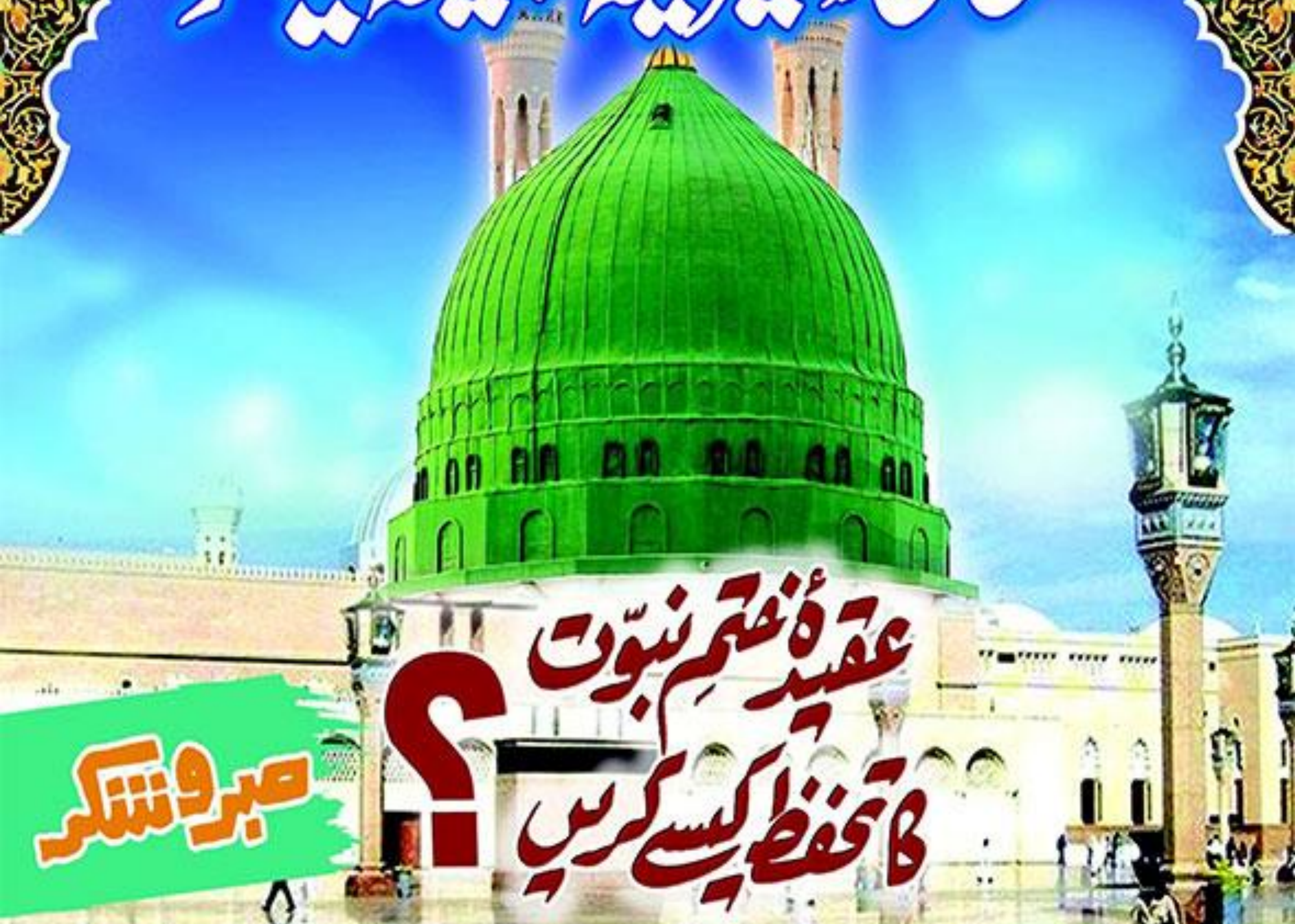

عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ کیسے کریں؟

صبر و شکر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

کوئی بھی کام حکمتِ الٰہی سے خالی نہیں ہوتا

س:......اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں، اپنے بندوں سے ماں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ بعض بندوں کو نقائص کے ساتھ اس دنیا میں بھیجتے ہیں۔ مثلاً: کسی کو ابنارمل، ذہنی معذور، پاگل یا کسی کو گونگا، بہرا اور اندھا بنا کر پیدا کرتے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

ج:......اللہ تعالیٰ خالق ہیں، مالک ہیں اور خود مختار ہیں وہ جس کے بارے میں جس طرح چاہیں فیصلہ کرسکتے ہیں، جس طرح چاہیں بناسکتے ہیں۔ اس میں حکمتیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ یقیناً اس میں کئی حکمتیں ہوسکتی ہیں، کیونکہ اس کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ والدین کو ایسی اولاد دے کر ان کے درجات بڑھا دینا چاہتا ہے تاکہ والدین خدمت کرکے ان درجات تک پہنچیں، جو اختیاری مجاہدے سے ممکن نہیں ہوتے اور یہ غیر اختیاری مجاہدہ خود اس بچہ اور والدین کے لئے ترقیات کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے بچوں کو بوجھ سمجھنے کے بجائے ثواب کا ذریعہ سمجھ کر ان کی خدمت کرنی چاہئے۔

جنات کی حقیقت

س:......کیا جنات اور آسیب کا کوئی وجود ہے؟ اور کیا یہ انسانوں کو نقصان پہنچاسکتے ہیں؟

ج:......جنات کو ہی آسیب کہتے ہیں اور جنات کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ جیسے سورۂ جن میں جنات کے ایک گروہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور قرآن سننا اور ایمان لانے کا تذکرہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ بھی قرآن کریم کی متعدد آیات میں جنات کے وجود کا تذکرہ موجود ہے اور جنات انسان کو نقصان بھی پہنچاسکتے ہیں۔ صحابی رسول حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جنات نے قتل کردیا تھا۔ جنات وشیاطین کے شر سے بچنے کے لئے مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں اور احتیاط کریں تو جنات نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ عام طور پر وہ انسانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

چوری شدہ امانت کے معاوضہ کا مطالبہ

س:......کچھ سال پہلے میرے گھر میں چوری ہوگئی جس میں چور میرا بیس تولہ سونا، نقدی وغیرہ لے گئے اور اسی میں میرے ایک رشتہ دار کا تین تولہ سونا بھی شامل تھا جو کہ میرے پاس بطور امانت تھا۔ اب میرے رشتہ دار تقاضا کررہے ہیں کہ چوری آپ کے گھر سے ہوئی ہے، لہٰذا ہماری امانت کی واپسی آپ کے ذمہ لازم ہے، اس کا معاوضہ آپ ہمیں دیں۔ کیا شریعت کی رو سے ان کا مطالبہ کرنا درست ہے اور کیا میرے ذمہ ان کا نقصان پورا کرنا لازم ہے؟ اس بارے میں وضاحت فرمادیں۔

ج:......قرآن وحدیث کی رو سے ایسی امانت کی ضمانت نہیں ہوتی جو کہ مکمل حفاظت کے باوجود بھی چوری ہوجائے۔ لہٰذا آپ کے رشتہ دار کی امانت چوری ہونے پر آپ کے ذمہ کوئی تاوان لازم نہیں۔ اس لئے آپ کے رشتہ دار کا چوری شدہ امانت کے معاوضہ کا مطالبہ کرنا شرعاً، اخلاقاً اور قانوناً ناجائز اور حرام ہے۔ اگر زبردستی وہ معاوضہ وصول بھی کرلیں تو ان کے لئے یہ حرام ہوگا اور قیامت کے دن انہیں اس کا حساب دینا ہوگا۔ اگر وہ آخرت کے مواخذہ سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں اس مطالبہ سے دستبردار ہوجانا چاہئے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ ۱۴ تا ۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۲۰ء شمارہ:۴۱

اس شمارے میں!

حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خانؒ کی شہادت	۴	محمد اعجاز مصطفی
اُن کی سیرت آئینہ ہے، آئینہ دیکھا کرو!	۹	مولانا سیّد احمد ومیض ندوی
صبر و شکر	۱۲	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
اسلامی وحدت ومساوات (۲)	۱۵	مولانا شفیق احمد قاسمی
اسلامی تجارت کے بنیادی اصول	۱۷	مفتی توقیر عالم قاسمی
عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیسے کریں؟	۲۱	مفتی محمد عبدالحمید قاسمی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	ادارہ

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خانؒ کی شہادت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی وفیز۲ کے مہتمم، رئیس، شیخ الحدیث، علماء کمیٹی کراچی کے سرپرست، ہزاروں علمائے کرام کے مربی واستاذ، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب کو ۲۲صفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب دارالعلوم کراچی سے واپس آتے ہوئے شاہ فیصل کالونی میں برلب سڑک کھڑی اُن کی گاڑی پر فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ماأخذ ولہ ماأعطی وکل شيء عندہ بأجل مسمّٰی.

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ کی خدانخواستہ کسی سے کوئی عداوت اور ذاتی دشمنی نہیں تھی، وہ بہترین معلم ومدرس اور خطیب وادیب ہونے کے ساتھ ساتھ علومِ قرآن، علومِ حدیث، تعارفِ اسلام، اسلامی دنیا، اسلامی معاشیات، اخلاقیات، فقہی مسائل، مقاصد شریعہ، تاریخ اسلام، خاص کر تاریخ پاکستان جیسے موضوعات پر عبور رکھتے تھے۔ وہ نہایت پارسا، متقی، فرشتہ صفت اور مرنجاں مرنج طبیعت کے حامل انسان تھے۔ موصوف شہیدؒ حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان قدس سرہٗ کے حقیقی علمی جانشین اور خلف الرشید تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی شہادت کسی ایک فرد، خاص طبقہ اور کسی ایک مسلک کے عالم کی شہادت نہیں، بلکہ عالمِ اسلام، اہلِ اسلام اور دین دار طبقے کے خلاف کھلی جارحیت ہے اور علمائے دین ومشائخ عظام کو ہراساں کرنے کی نہایت بدترین کوشش ہے۔ بلاشبہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی شہادت اہلِ علم اور اہلِ دین کے لیے کھلا چیلنج ہے۔ اس دہشت گردی میں کس کا ہاتھ ہے اور کون کونسی لابیاں اس کے پیچھے کام کررہی ہیں؟ اس کی تحقیقات کرنا حکومت کا کام ہے، مگر اتنی بات ضرور ہے کہ اس میں جہاں سفاک قاتل مجرم ہیں، اس سے کہیں زیادہ ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے، اس لیے کہ عوام کی جان ومال کا تحفظ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی حکومت اس کی ذمہ داری نہیں اُٹھاسکتی تو اسے حکومت کرنے اور مسندِ اقتدار پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔

اخبارات میں ہے کہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ کے لواحقین اور ورثاء نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی ایف آئی آر کٹانے اور اس میں مدعی بننے سے انکار کردیا ہے۔ حکومتی مشینری کے لیے یہ سوچنے کی بات ہے کہ آخر شہداء کے لواحقین اس مایوسی اور نااُمیدی کی حد تک کیوں پہنچ گئے؟

کہ اب انہیں نظر آنے لگا ہے کہ یہ نظام ہمیں کوئی انصاف نہیں دے سکتا۔اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار: شہیدؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ کے علاوہ حضرت مولانا عبدالمجید دین پوری شہیدؒ سے لے کر جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کے شہید اساتذہ میں سے کسی ایک شہید کے قاتل کو آج تک گرفتار نہیں کیا جاسکا اور جن کے قاتلوں کی نامزد ایف آئی آر کٹائی گئی، ان کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کرنا اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانا تو دور کی بات ہے، آج تک ان کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔اسی لیے ہماری جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم نے حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ کے جنازہ پڑھانے سے قبل فرمایا تھا کہ: حضرت مفتی شہیدؒ کا مقدمہ ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ خود ان ظالموں سے نمٹے گا اور فرمایا: حکمرانو! تم اللہ تعالیٰ کے دربار میں کیا عذر اور کیا جواب پیش کروگے؟ اس دن کی پیشی سے ڈرو۔'' ظاہر ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دربار تو لگے گا اور وہاں ہر ایک کو اپنی ذمہ داریوں کی جواب دہی تو کرنی پڑے گی۔

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ کی شہادت کے وقت کی سی سی ٹی وی کیمرے کی فوٹیج سوشل میڈیا پر چل رہی ہیں اور قاتلوں کی تصویریں اور ان کے حلیے اس میں نظر آرہے ہیں۔حکومت کی اتنی ایجنسیاں ہیں، ان کے لیے قاتلوں کو پکڑنا کونسا مشکل کام ہے، لیکن ان کو پکڑنے کی بجائے اور کچھ تحقیقات کیے بغیر فوراً وزیراعظم، حکومتی افراد اور امن وامان کے ذمہ دار حضرات کے بیانات آنا شروع ہوگئے کہ اس میں ہندوستان ملوث ہے۔ٹھیک ہے مان لیتے ہیں کہ بھارت اور اس کی لابیاں اور ایجنسیاں اس میں ملوث ہیں، لیکن قاتل تو اسی کراچی کی سرزمین پر ہیں، ان کو گرفتار کرکے قوم کے سامنے کیوں پیش نہیں کیا جاتا؟ اس میں کونسی رکاوٹ ہے؟ اور کس نے ان کو پکڑنے سے منع کیا ہے؟

حکومت سندھ کے ایک صوبائی وزیر'ایک وفاقی وزیر کو حضرت ڈاکٹر عادل خان شہیدؒ کے قتل کی تحقیقات میں شامل کرنے کا اخبارات میں بیان دے چکے ہیں کہ اس وزیر نے صبح کہا کہ دہشت گردی ہونے والی ہے اور شام کو یہ سانحہ ہوگیا۔اس کے کیا ذرائع اور سورسس ہیں، جن کی بناپر وہ خبر دے رہے تھے۔

بہرحال ایک طرف حکومت وقت پیغام پاکستان کی روشنی میں ضابطۂ اخلاق بناکر علمائے کرام سے دستخط لیتی ہے تو دوسری طرف علمائے کرام ہی دہشت گردی کا شکار بھی ہوجاتے ہیں اور گورنمنٹ ان قاتلوں کو گرفتار کرنے میں ناکام نظر آتی ہے۔ٹھیک کہا ڈاکٹر مشتاق صاحب نے اپنے مضمون ''پیغامِ پاکستان، ضابطۂ اخلاق اور دستور وقانون'' میں کہ حکومت علمائے کرام سے تو اس ضابطۂ اخلاق پر دستخط کروا رہی ہے، لیکن حکومت خود کوئی ذمہ داری قبول کرنے اور اپنے ذمہ لینے کے لیے تیار نظر نہیں آرہی۔یہ پیغامِ پاکستان کی روشنی میں ضابطۂ اخلاق اور اس پر ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب کا تجزیہ اسی شمارہ میں علیحدہ مضمون کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

....

حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب کی پیدائش تقریباً ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔آپ نے اپنے والد ماجد کے قائم کردہ ادارے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی سے درسِ نظامی مکمل کرکے ۱۹۷۳ء میں سند فراغ حاصل کی۔۱۹۷۶ء میں بی اے ہیومن سائنس، ۱۹۷۸ء میں ایم اے عربی، ۱۹۹۲ء میں سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا۔آپ کی تحقیق کا موضوع وہ ۴ ہزار مسلمان علماء تھے، جنہوں نے برصغیر میں تصنیفی خدمات انجام دیں۔

آپ کی عملی زندگی کا آغاز اپنی مادرِ علمی جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی سے ہوا، درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ آپ جامعہ فاروقیہ کراچی

کے شعبہ تخصص فی الافتاء کے نگران، استاذ حدیث، جامعہ فاروقیہ کراچی کے ترجمان رسالہ ’’الفاروق‘‘ انٹرنیشنل عربی اور انگریزی کے چیف ایڈیٹر رہے ہیں۔ آپ پاکستان میں بہت سے تعلیمی نصاب اور کورسز کی ترتیب دینے میں پیش پیش رہے، جن میں تخصص فی الفقہ اور ایم اے اسلامیات کی نصابی کمیٹی (کراچی یونیورسٹی) خاص طور پر عربی ادب کے لیے ’’معهد اللغة العربية‘‘ کے کورس مرتب کرنے کی امتیازی خدمات انجام دی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عادل خان "Kulliya of Islamic Revealed Knowledge and Human Scince (KIRKHS)

"International Islamic University Malaysia" میں بہت سے تحقیقی منصوبوں اور کتابوں کی تیاری میں حصہ لے چکے ہیں۔

آپ کے (KIRKHS) انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا (کلیۃ معارف الوحی) میں بعض محاضرات عربی زبان میں ’’المقالات المختارة في الكتاب والسنة‘‘ کے عنوان سے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

آپ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا (IIUM) میں پی ایچ ڈی اور ماسٹرز کے طلبہ کے مشرف بھی رہ چکے ہیں۔

آپ نے دنیا کے تقریباً ۱۰۰ سے زائد ممالک کا سفر کیا ہے اور بہت سے علمی سیمناروں اور کانفرنسوں میں اپنے مقالات پیش کیے ہیں، آپ کے تحقیقی مقالات کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے۔

آپ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا (IIUM) میں تحقیقی کمیٹی کے رکن بھی رہے ہیں، جن میں ایک خاص منصوبہ یعنی ملائیشیا میں خاندان کے لیے مجوزہ نئے قانون کے نفاذ کے ساتھ طلاق کے مسائل کو حل کرنے جیسے اہم موضوعات بھی شامل ہیں۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں جن میں اسلام اور تصور کائنات، اسلام اور اخلاقیات اور اکیسویں صدی میں اسلام شامل ہیں، جن کے نام درج ذیل ہیں: ۱:- المقالات المختارة في الكتاب والسنة ۲:- Islam and Knowledge ۳:- Islam and Ethis ۴:- Islam and Worldview ۵:- Islam in 21 st Century

آپ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا کے نصاب میں شامل ۳ کتابوں کے شریک مصنف (Co-Autor) بھی ہیں، ان کتابوں کے نام درج ذیل ہیں: ۱:- Knowledge and Civilization in Islam ۲:- Ethics and Fiqh For Everyday Life ۳:- The Islamic Worldview۔

ڈاکٹر محمد عادل خان ایک معیاری نظامِ تعلیم پر یقین رکھنے والے اور انسانی حقوق میں یکسانیت اور مساوات کے قائل تھے، اپنے وطن عزیز پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے عمومی ملکی و بین الاقوامی معاشرے کی ترقی کے لیے بھرپور جدوجہد اور اس کے لیے تمام تر وسائل اور صلاحیتوں کے استعمال کرنے پر یقین رکھتے تھے اور آپ کی واضح سوچ تھی کہ: ’’تعلیم و تربیت ہی تمام دنیا کے امن و امان اور اس کی ترقی و سلامتی کا واحد حل ہے۔‘‘

آپ ۱۹۸۶ء سے ۲۰۱۰ء تک جامعہ فاروقیہ کراچی کے جنرل سیکرٹری رہے اور اس دوران آپ نے جامعہ کے بہت سے تعلیمی و تعمیری منصوبے مکمل کیے۔ آپ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۸ء تک انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا میں کلیہ معارف الوحی اور انسانی علوم میں بطور پروفیسر خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی کمیٹی کے سینئر رکن رہے اور وفاق کی مالیاتی، نصابی اور دستوری کمیٹی جیسی بہت سی اہم کمیٹیوں کے چیئرمین رہے۔

حضرت ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ کی نماز جنازہ جامعہ فاروقیہ فیز۲ حب ریور روڈ پر بروز اتوار صبح ۹ بجے آپ کے بھائی حضرت مولانا عبیداللہ

خالد صاحب مدظلہٗ نے پڑھائی، جس میں اکابر علمائے کرام اور مشائخ عظام سمیت طلبہ، وکلاء اور تاجر برادری کے علاوہ عوام الناس کے ایک جم غفیر نے شرکت کی۔اس کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہٗ کے پہلو میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ نے پسماندگان میں ایک بیوہ کے علاوہ، والدہ، چار بیٹے، ایک بیٹی اور دو بھائی سوگوار چھوڑے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب ''تاریخ: اسلامی جمہوریہ پاکستان'' جو دو جلد میں خوبصورت ٹائٹل اور عمدہ طباعت وکتابت کا پیراہن لیے ہوئے ہے، اس میں ''چند تمہیدی باتیں'' میں لکھتے ہیں:

''اسلامی جمہوریہ پاکستان کی یہ تاریخ اس نظریے سے مرتب کی گئی ہے کہ ہمارے ملک کے نوجوان جو ہمارے روشن مستقبل کا سرمایہ ہیں، اپنے پیارے وطن کی تاریخ سے باخبر ہوں، وطن کی تاریخ سے باخبر ہونا ہر محب وطن شہری کے لیے ایک لازمی امر ہے، آج میرے پیارے وطن میں اگر میں کوئی کمی دیکھتا ہوں، تو وہ ملک سے محبت کی کمی ہے، پاکستان ہماری شناخت ہے، پاکستان ہماری زندگی ہے، پاکستان ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔''

آگے لکھتے ہیں:

''اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کو پیش کرتے ہوئے ہمارے پیش نظر وہ لبرل اور سیکولر لابی بھی ہے جو پاکستان کا اسلامی چہرہ اور پاکستان کی اسلامی شناخت مٹانا چاہتی ہے۔ ذرا سوچیے! اگر پاکستان کو سیکولر اور لبرل ہی ہونا ہے تو پھر تقسیم ہند کی کیا ضرورت تھی؟ اس وقت بھی لوگوں کو ملازمتیں مل رہی تھیں، کاروبار چل رہے تھے، تعلیم کی سہولت حاصل تھی، انگریز حکمران کسی درجہ پر موجودہ حکمرانوں کے مقابلے میں بہتر نظم ونسق چلا رہے تھے، پھر قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کے ساتھی شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اور لیاقت علی خان نے پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ کا نعرہ کیوں بلند کیا؟ اس مختصر تاریخ میں ان واقعات کو ریکارڈ پر لانے کی کوشش کی گئی ہے جو پاکستان کی حقیقی تصویر اور اسلامی شناخت ہیں۔''

آگے لکھتے ہیں:

''کتاب میں تحریک آزادی پاکستان کے حوالے سے ان سرفروش قائدین کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو خود تو ملک بدر ہوئے، قید وبند کی تکلیفوں سے گزرے، جنہوں نے جنگ کی دہکتی آگ میں خود کو ڈال کر، طوفانوں سے ٹکرا کر سلطنتِ برطانیہ کے جاہ وجلال اور جبر واستبداد کا مقابلہ کیا، لیکن ہمیں آزادی کی لازوال نعمت عطا کر گئے، ان کا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آزادی کے انہی سرفروشوں میں وہ مخلص علماء بھی ہیں جو اپنے دین صحیح، خاص تصور توحید، عشق رسالت، احترامِ آدمیت اور علم وعمل کے بے پناہ جذبہ کی وجہ سے تختۂ دار پر تو جھول گئے، کالے پانی کی سزائیں تو سہتے رہے، لیکن اپنے مقصد اور مشن سے پیچھے نہیں ہٹے، ان کے پایۂ ثبات میں کبھی کوئی لچک نہیں دیکھی گئی، ان کی بلندیٔ کردار، حسن عمل اور کمال سیرت کو تاریخ کے صفحات پر محفوظ کرنا، ان کے افکار وخیالات سے ملت کے افراد کو روشناس کرانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ بحمد اللہ! ہم نے اپنی کتاب میں اپنی کم مائیگی اور کوتاہ علمی کے باوجود یہ سعادت وشرف حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔'' (تاریخ اسلامی جمہوریہ پاکستان، ص:۳۱،۳۲)

حضرت ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ نے اپنی کتاب اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تمہیدی باتوں کے آخر میں یہ شعر لکھا ہے:

کبھی اے کاش! ہم سے کوئی ایسا کام ہو جائے
کہ جینا واقعی اِک حسن، اِک انعام ہو جائے

آپ کی شہادت سے پہلے صحابہ کرامؓ کے دفاع کی تحریک اور خصوصاً تمام سنی مسلمانوں کو متحرک کرنا اور دفاعِ صحابہؓ کے لیے انہیں آمادہ اور تیار کرنا آپ کا ایسا کارنامہ ہے جو اس شعر کی صورت میں مانگی گئی دعا کی قبولیت کی واضح اور صریح دلیل ہے۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ ملک بھر میں اصحابِ رسول کی توہین اور گستاخیوں کے سلسلے کی روک تھام کے لیے انتہائی فکر مند تھے۔ آپ اس کے لیے مؤثر قانون سازی اور ضابطۂ اخلاق کے لیے جدوجہد کر رہے تھے کہ ظالموں نے سفاکانہ حملہ کر کے دفاعِ صحابہؓ میں اُٹھنے والی اس مؤثر آواز کو ہمیشہ کے لیے خاموش کرا دیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا کی شہادت کو قبول فرمائے، آپ کی زندگی بھر کی حسنات کو شرفِ قبولیت سے نوازے، آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کے لواحقین، تلامذہ اور منتسبین کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر راہنما حضرت ڈاکٹر محمد عادل خانؒ کی شہادت کو اپنا سانحہ، اپنا غم اور اپنا نقصان سمجھتے ہیں۔ حضرت کے لواحقین سے تعزیت اور صبرِ جمیل کی توفیق کی دعا کے ساتھ ساتھ قارئین ہفت روزہ ختم نبوت سے حضرت شہیدؒ کے رفعِ درجات کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم شہید کو کروٹ کروٹ راحتیں نصیب فرمائے اور جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین

اب نہ آئے گا کوئی نبی حشر تک .... سیّد امین گیلانی

مصطفیٰ آپ ﷺ ہیں مجتبیٰ آپ ﷺ ہیں — یا نبی خاتم الانبیاء آپ ﷺ ہیں
آپ ﷺ ہیں ہادیٔ کُل خدا کی قسم — خلق ہے کارواں، رہنما آپ ﷺ ہیں
مرکزِ دین و دانش ہے، ذات آپ ﷺ کی — منبعِ فقر و صدق و صفا آپ ﷺ ہیں
چشمِ بینا اگر ہے تو پھر دیکھ لو — سب سے مل کر بھی سب سے جدا آپ ﷺ ہیں
پھر خدا کا نہ انکار ہم کر سکے — جب یہ دیکھا دلیلِ خدا آپ ﷺ ہیں
دکھ اٹھائے ہیں کیا کیا خدا کے لئے — اس لئے تو حبیبِ خدا آپ ﷺ ہیں
اس کا اقرار کافر بھی کرتے رہے — حسنِ اخلاق کی انتہا آپ ﷺ ہیں
اب نہ آئے گا کوئی نبی حشر تک — حشر تک خلق کے پیشوا آپ ﷺ ہیں
بے شک اس بحرِ ہستی کے طوفان میں — ناؤ اسلام ہے ناخدا آپ ﷺ ہیں

اے امیںؔ دیکھ قرآن کو کھول کر
نقطے نقطے میں جلوہ نما آپ ﷺ ہیں

اُن کی سیرت آئینہ ہے، آئینہ دیکھا کرو!

مولانا سید احمد ومیض ندوی

محمد اظہار الحق پڑوسی ملک کے بزرگ تجزیہ نگار اور معروف کالم نویس ہیں، ملک کے کثیر الاشاعت روزنامہ ''دنیا'' میں ''تلخ نوائی'' کے عنوان سے ان کا کالم انتہائی مقبول ہے، ان کی تحریروں میں گہرائی اور گیرائی کے ساتھ سوز دروں اور پیغام عمل بھی ہوتا ہے، ۱۲ر ربیع الاول کے موقع سے لکھے گئے اپنے ایک کالم میں انھوں نے اپنے سفر اسپین اور وہاں ''الحمراء'' کی عمارتوں کی زیارت کے دوران پیش آئے واقعہ کا تذکرہ کیا ہے، جب وہ ''الحمراء'' کی عمارتوں کی سیر کرتے ہوئے کورٹ آف لائنز کا نظارہ کررہے تھے تو ان کے اور ان کے برابر میں کھڑی ایک سفید فام انگریز خاتون کے درمیان دلچسپ مکالمہ ہوا، مکالمہ کا آغاز خود انگریز خاتون نے اس وقت کیا جب اس نے دیکھا کہ غرناطہ کے مسلم حکمراں سلطان محمد خامس کی جانب سے بنائے گئے کورٹ آپ لائنز میں جانداروں کے مجسمے ہیں، جب کہ اسلام میں مجسمے حرام ہیں، مکالمہ کی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے محمد اظہار الحق لکھتے ہیں:

''کورٹ آف لائنز کے اردگرد سیاحوں کا ہجوم تھا، شیروں کے دہانوں سے پانی کے فوارے ابل رہے تھے، غرناطہ کے سلطان محمد خامس نے یہ کورٹ یارڈ تعمیر کیا تھا جو صدیوں بعد بھی اسی طرح تھا۔'' لیکن اسلام میں مجسموں اور بتوں کی تو اجازت ہی نہیں، اچانک میرے ساتھ کھڑی ہوئی سفید فام خاتون نے مجھے مخاطب کرکے کہا: ''تو پھر ان بادشاہوں نے یہ کیوں بنائے؟'' ایک لمحے کے لئے چکرا گیا، پھر مارکسسٹوں کی تاریخ کام آ گئی: ''یہ بادشاہ Revisionist (ترمیم پسند) ہوگئے تھے'' اس نے تمسخر آمیز قہقہہ لگایا: ''مسلمان ہونا! ہر بات کے لئے تم لوگوں نے ایک دلیل گھڑ رکھی ہوتی ہے! لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تمہاری زندگی تمہارے رسول کے احکامات کے اردگرد نہیں گھومتی!'' طعنہ تھا یا ماتم، جو کچھ بھی تھا، دل میں تیر کی طرح پیوست ہوگیا، پاس ایک کیفے تھا، ہم ایک لکڑی کے بنچ پر جا بیٹھے۔ ''مادام! آپ کو کیا علم ہمارے رسول کے احکامات کیا ہیں اور ہماری زندگی ان کے گرد گھوم رہی ہے یا نہیں؟'' وہ کئی برسوں سے حیات طیبہ کا مطالعہ کررہی تھی، اب یاد نہیں، فرانس میں یا ہالینڈ میں انگریزی کی پروفیسر تھی، پاکستان سمیت کئی مسلمان ملکوں کو دیکھ چکی تھی اور صرف دیکھ نہیں چکی تھی معاملے کی تہہ تک بھی پہنچ چکی تھی! وہ کہنے لگی: ''تمہارے رسول کو اللہ نے اپنی کتاب میں رحمۃ للعالمین قرار دیا ہے۔ سارے جہانوں کے لئے، ساری دنیا والوں کے لئے رحمت، صرف مسلمانوں کے لئے نہیں! کیا تم نے کبھی اس کے مضمرات پر غور کیا ہے؟'' میں نے سر افقی انداز میں ہلا دیا، غور کیا ہوتا تو کچھ کہہ سکتا! ''کبھی غور کرو کہ آج کروڑوں مسلمان ہم غیر مسلموں کے ملکوں میں آ کر آباد ہو رہے ہیں، کروڑوں آنے کی کوشش کررہے ہیں، اس کے برعکس، مغربی ملکوں سے کتنے لوگ مسلمان ملکوں میں جاکر بسنے کے آرزومند ہیں؟ ہمارے ملکوں کو جنت سمجھا جاتا ہے، کسی مسلمان ملک سے ایک نوجوان آتا ہے، پھر وہ اپنے بھائیوں بہنوں کو لاتا ہے، خاندان کے خاندان منتقل ہو جاتے ہیں، ہم مغربی ممالک والے منہ سے اقرار کریں یا نہ کریں، یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے تمہارے رسول کی تعلیمات پر عمل کیا، یہ دعویٰ تمہیں عجیب لگے گا، کیوں کہ ہم مسلمان نہیں نہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن جو احکام تمہارے رسول نے تمہیں دیئے، انہی سے ہم اس سطح پر پہنچے کہ مسلمان ہماری طرف کھنچے چلے آرہے ہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں امانت کی خصلت نہیں، اس میں ایمان نہیں، اور جس میں عہد کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں، ہم لوگ وعدہ پورا کرتے ہیں، امانت کی حفاظت کرتے ہیں، ہمارے حکمرانوں کے پاس سرکاری خزانہ امانت ہے، اور ہم ان

سے ایک ایک پائی کا حساب لیتے ہیں، پیغمبر سے پوچھا گیا مسلمان جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ''جھوٹ کی عادت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔'' ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے، ہمارے بچوں میں جھوٹ بولنے کا تصور ہی نہیں، پیغمبر اسلام نے محتاجوں، مسکینوں اور مفلسوں کی خبر گیری کا حکم دیا، ہمارے ملکوں میں ہر مسکین، ہر بے روزگار کو ریاست مالی امداد بہم پہنچاتی ہے، جو عوام کے ٹیکسوں سے فراہم ہوتی ہے، یہاں تک کہ حکومت بے گھروں کو گھر بھی دیتی ہے، آج برطانیہ، کینیڈا اور آسٹریلیا میں مسلمانوں سمیت کتنے ہی لوگ سرکار کے مہیا کردہ گھروں میں زندگی گزار رہے ہیں، تمہارے رسول نے ہدایت کی کہ جو دنیا میں نمائش اور شہرت کے کپڑے پہنے گا اسے قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا لباس پہنایا جائے گا، ہمارے ملکوں کا اپنے ہاں سے موازنہ کرلو، ہمارے وزیر، افسر، بڑے بڑے ٹیکنوکریٹ، اسمبلیوں کے ممبر، بہت ہی خاص مواقع کو چھوڑ کر، سادہ ترین لباس میں ہوتے ہیں، وہ گرمیوں میں بنیان، عام سی پتلون یا نیکر اور چپل میں باہر جاتے ہیں اور سردیوں میں جیکٹ استعمال کرتے ہیں، تمہارے ہاں ایک ایک فرد کے درجنوں ملبوسات کم از کم ہیں، تم مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کا لائف اسٹائل دیکھو، ان کی قیمتی گاڑیوں کا ہمارے امیر ترین لوگ بھی نہیں مقابلہ کرسکتے، نہ کرنا چاہتے ہیں، تمہارے حکمرانوں کے محلات میں ٹونٹیاں، کنڈے، تالے تک سونے کے ہوتے ہیں، تمہارے رسول کا ارشاد ہے کہ: ''کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کے کھائے اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کرکے کھاتے تھے۔'' ہر مسلمان کو یہ تو یاد ہے کہ ''الکاسب حبیب اللہ'' لیکن ہاتھ سے کام کرنے والے کو پست، اور ادنیٰ سمجھا جاتا ہے، ہمارے ہاں مالی، ویلڈنگ کرنے والا، گٹر صاف کرنے والا، جوتے مرمت کرنے والا، اسی سماجی حیثیت کا حامل ہے، جس حیثیت کا کوئی بھی دوسرا شخص، خاکروب، پارلیمنٹ کے ممبر کا پڑوسی ہے اور ریستوران میں فرش پونچھنے والا جس قطار میں کھڑا ہوکر کھانا خریدتا ہے، اسی قطار میں وزیر بھی کھڑا ہوتا ہے، تمہارے رسول اپنے کپڑے خود دھوتے تھے اور جوتے خود مرمت کرتے تھے، ہم بھی یہ کام خود کرتے ہیں، ہمارے ہاں ملازم نہیں ہوتے، بڑے سے بڑا شخص اپنے جوتے خود پالش کرتا ہے، کپڑے خود دھوتا ہے، استری خود کرتا ہے، اپنا کمرہ اور اپنا بیت الخلا خود صاف کرتا ہے، تمہارے رسول نے فرمایا: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' کیا نیوزی لینڈ سے لے کر بحر الکاہل کے مغربی ساحلوں تک کسی ملک میں ملاوٹ والی خوراک فروخت ہوتی ہے؟ نہیں! یہ صرف تمہارے ہاں ہورہا ہے! تمہارے پیغمبر نے فرمایا کہ: ''جس شخص نے کوئی عیب والی شے کسی کے ہاتھ فروخت کی اور خریدار کو وہ عیب نہیں بتلایا تو اللہ کے فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے، اپنے تاجروں اور ہمارے تاجروں کا موازنہ کرلو، ہمارے ہاں نقص والی شے بتائے بغیر فروخت کرنے کا تصور ہی مفقود ہے اور خریدی ہوئی شے واپس بھی ہوسکتی ہے اور تبدیل بھی!'' تمہارے پیغمبر کا ارشاد ہے کہ: ''صفائی نصف ایمان ہے، تم صفائی میں اپنے بازاروں کا ہمارے بازاروں سے، اپنی شاہراہوں کا ہماری شاہراہوں سے، اپنے غسل خانوں کا ہمارے غسل خانوں سے اور اپنے پارکوں اور سیر گاہوں کا ہمارے پارکوں اور سیر گاہوں سے موازنہ کرکے دیکھو کہ کون صاف ستھرا ہے اور کون میلا، گندا اور کثیف، تمہارے رسول نے فرمایا تھا کہ: ''اپنے بوڑھوں اور ضعیفوں کا خیال رکھو کہ تمہیں انہی کی وجہ سے رزق بھی ملتا ہے، ہم نے اپنے بوڑھوں کو مفت علاج، بس اور ٹرین میں مفت سفر اور انتہائی کم قیمت کے گھر فراہم کئے ہیں، ہمارے ''اولڈ ہوم'' فائیو اسٹار ہوٹل کے معیار کے ہیں اور لا تعداد رضا کار صبح شام بوڑھوں کی مفت خدمت کررہے ہیں، جو بوڑھے اپنے گھروں میں اکیلے ہیں رضا کار ان کے گھروں میں جا کر ان کا کام کرتے ہیں۔'' ''تمہاری دکانوں اور کارخانوں کی پیشانیوں پر کلمے اور درود لکھے ہیں اور اندر جھوٹ، وعدہ خلافی، ملاوٹ اور ٹیکس چوری کا کاروبار ہوتا ہے، تمہارے مکانوں پر ''ھذا من فضل ربی'' لکھا ہوتا ہے اور اندر نوکروں کے ساتھ ظلم ہوتا ہے، تمہاری گاڑیوں میں سورہ یٰسین لٹکی ہوئی ہوتی ہے اور تم ٹریفک کے ہر قانون کی خلاف ورزی کرتے ہو، تم بارہ ربیع الاول منانے کے لئے کروڑوں خرچ کرتے ہو اور پورا سال اپنے رسول کی تعلیمات کو پس پشت ڈالتے ہو، ہمارا ہر دن بارہ ربیع الاول ہے، ہم جو کچھ بھی ہیں اس لئے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں جو اس جہاں کے لئے بھی رحمت ہیں جس میں ہم رہتے

ہیں، ہمیں امید ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا ہمیں ایمان سے بھی سرفراز کرے گا، تم دیکھ لو، ہم میں سے جو مسلمان ہو رہے ہیں ان میں وہ برائیاں نہیں پائی جاتیں جن میں تم خاندانی مسلمان سرتا پا غرق ہو۔“ میں اس شام بس میں بیٹھ کر قرطبہ چلا گیا، نہیں معلوم وہ مسلمان تھی یا نہیں، گمان غالب یہ ہے کہ وہ مسلمان تھی یا کچھ عرصہ بعد مسلمان ہوگئی ہوگی؛ لیکن میں ہر بارہ ربیع الاول کو سوچتا ہوں کہ مسلمان کہلوانے کے قابل ہوں یا نہیں!۔“

بزرگ کالم نگار محمد اظہار الحق صاحب سے سفید فام خاتون نے اسلامی تعلیمات اور سیرت رسول کے ساتھ مسلمانوں کے رویہ کے تعلق سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، کیا وہ من وعن موجودہ مسلم معاشرہ کی عکاسی نہیں؟ کیا فی الواقع سیرت رسول سے ہمارا تعلق محض دکھاوا نہیں ہے؟ کیا ہم نے چند رسمی چیزوں کو اختیار کرکے اسے محبتِ رسول کا عنوان نہیں دیا؟ بقول مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ: ”اگر آج ہم اس بڑے امین کے نقش قدم پر چلے ہوتے تو ہم میں خیانت و بددیانتی کا گزر نہ ہوتا، اگر آج ہم اس رؤف ورحیم کے پیرو ہوتے تو ہمارے دلوں میں ایک دوسرے سے بے اعتمادی و بدگمانی نہ ہوتی، اگر آج ہم نے اس غار حرا کے بیٹھنے والے کے آثار مبارک کو اپنا سرمہ چشم بنایا ہوتا تو ہمارے باطن میں کسی قسم کی گندگی باقی نہ رہتی، اگر آج ہم رحمۃ للعالمین کے پیام پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہوتے تو اپنی جیسی مخلوقات کے ساتھ بیگانگی اور مخالفت نہ ہوتی، اگر آج سچ بولنے والے اور سچ کے برتنے والے نبی کے طریقہ پر ہم قائم ہوتے تو جھوٹ کا ہماری آبادیوں میں نام ونشان ہی نہ ہوتا، اگر آج ہم کو اسم مبارک احمد کی لاج ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے اس قدر گریز نہ ہوتا، اگر آج ہم کو اسم گرامی محمد سے عملاً کوئی واسطہ ہوتا تو اپنی موجودہ پستی اور بدنامی سے کئی مراحل دور ہوتے۔“

سفید فام انگریز خاتون نے فی الواقع ہم مسلمانوں کو سیرت کا آئینہ دکھایا ہے، اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اس آئینہ میں اپنے داغ دھبوں کو دور کرنے کی سعی کریں۔

☆☆..................☆☆

مسجد اقصیٰ گلشن راوی لاہور میں ختم نبوت کورس

گلشن راوی وسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا علاقہ ہے۔ اس علاقہ میں اہل حق کی کئی ایک مساجد ہیں۔ جہاں مجلس کے مبلغین مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مجلس لاہور کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز مدظلہ جو ہمارے شجاع آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محب اللہ لورالائی دامت برکاتہم کے مسترشدین میں سے ہیں۔ حضرت والا کے حکم پر اپنے آپ کو چوبیس گھنٹے کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ مولانا قاری عزیز الرحمن مدظلہ گلشن راوی کے امیر ہیں ان کی تشکیل پر مختلف مساجد میں جمعۃ المبارک کے خطبات سے عقیدۂ ختم نبوت پر قوم کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ ماہ رواں میں مسجد اقصیٰ میں ختم نبوت کورس تجویز کیا، جو ظہر سے عصر تک منعقد ہوا۔ جس میں مولانا قاری عبدالعزیز، محمد اسماعیل شجاع آبادی کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول، امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور پر لیکچرز ہوئے۔ اہالیانِ علاقہ کی اکثریت دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور ہے تو مذکورہ بالا علماء کرام نے منطقی انداز میں قادیانیت کی سنگینی سے آگاہ کیا۔

ختم نبوت کورس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد انوار محمد کوٹ عبداللہ مدکے دھاریوال میں ۲۵ تا ۲۷ ستمبر کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۲۵ ستمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالنعیم سلمہ نے لیکچر دیا۔ ۲۶ ستمبر ظہر سے عصر تک دوسری نشست منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد مجلس لاہور کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز نے امام مہدی علیہ الرضوان کی علامات، مرزا قادیانی کا دعویٰ مہدویت اور علاماتِ مہدی سے تقابل پیش کیا۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی، تحریکہائے ختم نبوت میں اسلامیانِ پاکستان کی خدمات کے عنوان پر بیان کیا۔ ۲۷ ستمبر ظہر سے عصر تک تیسری نشست منعقد ہوئی، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر میاں پیر رضوان نفیس خادم پیر طریقت سیّد نفیس الحسینیؒ نے کی۔ ملک کے نامور ثناخواں مولانا محمد قاسم گجر نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری علیم الدین شاکر مدظلہ نے خطابت کے جواہر پاروں سے سامعین کو مستفید فرمایا۔ علاقہ میں میواتی برادری کی اکثریت ہے۔ اہل میوت پر بانی تحریک دعوت وتبلیغ مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے خوب محنت کی۔ اس محنت کے اثرات ابھی تک بڑے بوڑھے حضرات میں محسوس ہوتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز کورس کے دوررس نتائج نکلیں گے۔

صبر و شکر

کامیاب زندگی کے لئے شاہ کلید

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اس کائنات ہست و بود میں ہرانسان کو خوشی ومسرت،سکون وراحت اورتن درستی وصحت کے ساتھ ساتھ تکلیف و مصیبت، پریشانی و آفت اور بیماری وتہمت سے بھی واسطہ پڑتا ہے، اور یہ سب حالات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں؛ جس پر بندۂ مومن کو کامل یقین اور مکمل اعتماد ہونا چاہئے،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔‘‘ (التوبہ:51) حالات موافق و سازگار ہوں یا مخالف وناسازگار دونوں صورتوں میں ایک ایمان والے کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہئے،قرآن وحدیث میں اس حوالے سے بھرپور رہنمائی موجود ہے۔

مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے:

حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔اس کے ہر کام میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔اگر اسے آسودہ حالی ملتی ہے اوراس پر وہ شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لئے باعث خیر ہے اور اگر اسے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے اوراس پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لئے باعث خیر ہے۔‘‘(صحیح مسلم)

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسندیدگی کے انداز میں مومن کے حال پر تعجب کا اظہار فرمایا ہے؛ کیوں کہ وہ اپنے تمام احوال اور دنیاوی اتار چڑھاؤ میں خیر وفلاح اور کامیابی ہی میں رہتا ہے اور یہ خیر صرف اور صرف مومن ہی کو حاصل ہے۔پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے ہر حال میں اس کے لئے خیر ہی مقدر رکھا ہے۔اگر اسے کوئی تنگی و مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کی تقدیر پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی کا منتظر اور اس سے اجر وثواب کا امیدوار رہتا ہے،تو یہ بات اس کے لئے باعثِ خیر ہوتی ہے۔اور اگر کوئی خوش کن بات پیش آئے مثلاً کوئی دینی نعمت کا حصول ہو، جیسے علم یا عمل صالح یا پھر کوئی دنیوی نعمت ملے، جیسے مال، اولاد اور جائیداد وغیرہ تو اس پر شکر گزار ہوتا ہے، بایں طور کہ اللہ عزوجل کی اطاعت پر کاربند رہتا ہے، چنانچہ اللہ اس کی قدر کرتا ہے،تو یہ بات اس کے لئے باعثِ خیر ہوتی ہے۔

صبر وشکر،ایمان کامل کی علامت:

آٹھویں صدی ہجری کے معروف عالم، درجنوں معرکہ آرا کتابوں کے مولف حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف ابن قیم الجوزیہ (691ھ-751ھ) نے اپنی کتاب ’’عدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین‘‘ میں صبر وشکر کو بطور خاص موضوع سخن بنایا ہے اور شرح وبسط کے ساتھ چھبیس ابواب میں صبر وشکر سے متعلق ضروری تفصیلات کو جمع کردیا ہے،چوں کہ آپ ایک محدث ہی نہیں؛ بلکہ بلند پایہ فقیہ ومفسر بھی تھے؛ اس لئے آپ نے کتاب مذکور میں صرف الفاظ حدیث کو جمع کرنے پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ آیات و احادیث کی تشریح،الفاظ ومعانی کی توضیح اور فقہی احکام، ترغیبی نکات اور قیمتی لطائف سے بھی کتاب کو آراستہ وپیراستہ فرمایا ہے،آپ جہاں ظاہری علوم وفنون میں درک وکمال رکھتے تھے، وہیں علوم باطنیہ یعنی تصوف و احسان میں بھی مقامات عالیہ سے سرفراز تھے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کتاب قارئین کے لئے بہت ہی سود مند،موثر اور عمل پر ابھارنے والی ہے۔خود صاحب کتاب مقصد تالیف کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صبر وشکر کی اہمیت وضرورت بتانے کے لئے اور یہ سمجھانے کے لئے کہ دنیا وآخرت کی سعادت انہی دونوں پر موقوف ہے، یہ کتاب معرض وجود میں آئی۔یہ ایک ایسی کتاب ہے جو جامع، محیط اور نافع ہے،اس میں وہ فوائد ہیں جو اس بات کے حق دار ہیں کہ انہیں مضبوطی سے تھام لیا جائے اوران پر اعتماد کیا جائے،اس میں پڑھنے والے کے لئے لطف اندوزی کا سامان ہے، غمگین و دل گیر افراد کے لئے تسلی واطمینان ہے اور مقید و محبوس لوگوں کے لئے رہائی ونجات ہے۔

علامہؒ کتاب کے آغاز میں تحریر فرماتے

ہیں کہ ایمان کے دو حصے ہیں: نصف صبر اور نصف شکر۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو اپنے نفس کا خیرخواہ، اس کی نجات کا طالب، اور اس کی نیک بختی کا شائق ہو، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اِن دونوں (صبر و شکر) اصلِ عظیم سے لاپرواہی نہ برتے، اور نہ ان دو سیدھی راہوں سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہ کہ اللہ تک پہونچنے کے لئے اپنا سفر انہی دو راہوں پر طے کرے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی ملاقات کے دن خیر الفریقین (شاکرین وصابرین) میں سے کسی کے ساتھ شامل فرمادے۔

صبر وشکر کی دو خصلتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دو خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں گی، اللہ تعالیٰ اسے شاکر وصابر لکھ دیتا ہے اور جس میں وہ نہیں ہوں گی، اسے اللہ شاکر وصابر نہیں لکھتا۔ جو شخص اپنے دین کے معاملے میں ایسے شخص پر نظر رکھتا ہے جو اس سے بڑھ کر ہے، پھر اس کی اقتدا کرتا ہے۔ اور دنیا کے معاملے میں اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس سے کمتر حیثیت کا حامل ہے، پھر اس بات پر اللہ کی حمد کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اس پر فضیلت عطا کی ہے۔ (ان دو خصلتوں کے حامل شخص کو) اللہ تعالیٰ شاکر اور صابر لکھ دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے کمتر (دیندار) کو دیکھتا ہے اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے برتر (مال دار) کو دیکھتا ہے اور پھر جو اسے (دنیا کے مال واسباب سے) میسر نہیں ہے اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہے، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نہ شاکر لکھتا ہے اور نہ صابر۔‘‘ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں مذکورہ دو خصلتوں کی موجودگی یا عدم موجودگی کا نتیجہ بتلایا گیا ہے جس میں پہلی دو خصلتیں ہوں گی، وہ یقیناً ایک تو دین و شریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام کرے گا؛ کیونکہ اس کی نظر اپنے سے زیادہ متقی و پارسا شخص پر ہوگی اور وہ اسی کو نمونے کے طور پر اپنے سامنے رکھ کر اس کی اقتدا کرے گا۔ دوسرے، وہ شخص اللہ کا شکر بھی خوب ادا کرے گا کیونکہ وہ ہر وقت ان کو دیکھے گا جو اس سے بھی زیادہ محروم قسم کے لوگ ہیں، تو قدرتی طور پر ہر وقت اس کی زبان کلمات حمد سے تر اور اس کا دل اعتراف نعمت سے معمور رہے گا۔ اس کے برعکس جس شخص کے اندر یہ دو خصلتیں نہیں ہوں گی، وہ ایک تو دین وشریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام نہیں کرے گا، کیونکہ اس کے سامنے وہ نمونے ہوں گے جو دین کے زیادہ پابند نہیں ہوں گے۔ دوسرے، یہ شخص ہر وقت اپنی محرومی ہی کا گلہ اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری ہی کرے گا؛ کیونکہ اس کے آئیڈیل وہ لوگ ہوں گے جو محض دنیا دار اور ہر طرح کے وسائل سے بہرہ ور ہوں گے۔

قوم سبا کا عبرت ناک واقعہ:

’’سبا‘‘ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے مورث اعلیٰ سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قوم کی بستی یمن میں شہر ’’صنعاء‘‘ سے چھ میل کی دوری پر واقع تھی۔ اس آبادی کی آب وہوا اور زمین اتنی صاف اور اس قدر لطیف و پاکیزہ تھی کہ اس میں مچھر، مکھی، پسو، کھٹمل وغیرہ کا نام ونشان تک نہ تھا۔ موسم نہایت معتدل تھا نہ گرمی نہ سردی۔ یہاں کے باغات میں کثیر پھل آتے تھے۔ کہ جب کوئی شخص سر پر ٹوکرا لئے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قسم قسم کے پھلوں سے اس کا ٹوکرا بھر جاتا تھا۔ غرض یہ قوم بڑی فارغ البالی اور خوشحالی میں امن وسکون اور آرام وچین سے زندگی بسر کرتی تھی؛ مگر نعمتوں کی کثرت اور خوشحالی نے اس قوم کو سرکش بنادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی ہدایت کے لئے یکے بعد دیگرے کئی انبیا کرام کو بھیجا جو اس قوم کو خدا کی نعمتیں یاد دلا دلا کر عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے؛ مگر ان سرکشوں نے خدا کے مقدس نبیوں کو جھٹلا دیا اور اس قوم کا سردار اتنا متکبر اور سرکش آدمی تھا کہ جب اُس کا لڑکا مر گیا تو اس نے آسمان کی طرف تھوکا اور اپنے کفر کا اعلان کر دیا اور اعلانیہ لوگوں کو کفر کی دعوت دینے لگا اور جو کفر کرنے سے انکار کرتا، اُس کو قتل کر دیتا تھا اور خدا عزوجل کے نبیوں سے نہایت ہی بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ کہتا تھا کہ آپ لوگ اللہ عزو جل سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نعمتوں کو ہم سے چھین لے۔ جب سردار اور اس کی قوم کا طغیان وعصیان بہت زیادہ بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر سیلاب کا عذاب بھیجا۔ جس سے ان لوگوں کے باغات اور اموال ومکانات سب غرق ہو کر فنا ہو گئے اور پوری بستی ریت کے تودوں میں دفن ہو گئی اور اس طرح یہ قوم تباہ وبرباد ہو گئی کہ ان کی بربادی ملک عرب میں ضرب المثل بن گئی۔ عمدہ اور لذیذ پھلوں کے باغات کی جگہ جھاؤ اور جنگلی بیروں کے خاردار اور خوفناک جنگل اُگ گئے اور یہ قوم عمدہ اور لذیذ پھلوں کے لئے ترس گئی۔ قرآن مجید میں صبرو شکر کرنے والوں کے لئے نصیحت وعبرت کے طور پر اس واقعے کو ذکر کیا گیا اور فرمایا گیا:

قوم سبا کے لئے ان کے مسکن میں ہی ایک نشانی موجود تھی۔ اس مسکن کے دائیں، بائیں دو باغ تھے۔ (ہم نے انہیں کہا تھا کہ) اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔

پاکیزہ اور ستھرا شہر ہے اور معاف فرمانے والا پروردگار۔ مگر ان لوگوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا۔ اور ان کے دونوں باغوں کو دو ایسے باغوں میں بدل دیا جن کے میوے بدمزہ تھے اور ان میں کچھ پیلو کے درخت تھے کچھ جھاؤ کے اور تھوڑی سی بیریاں تھیں۔ ہم نے یہ سزا انہیں ان کی ناشکری کی وجہ سے دی تھی اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ہم نے ان کی بستی اور اس بستی کے درمیان جس میں ہم نے برکت رکھی تھی، کھلے راستہ پر کئی بستیاں آباد کردی تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کردی تھیں کہ ان میں رات دن بلاخوف وخطر امن سے سفر کرو۔ مگر وہ کہنے لگے: "اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی مسافتیں دور دور کردے اور (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ چنانچہ ہم نے انہیں افسانے بنا دیا اور تتر بتر کر ڈالا۔ اس میں یقیناً ہر صابر وشاکر کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ (سبا:15-19)

خلاصہ کلام:

موجودہ زمانے میں اجتماعی و انفرادی دونوں حیثیتوں سے جو سخت آزمائشیں اور مصیبتیں آرہی ہیں اور ہر کوئی حالات کا شکوہ کرتا نظر آرہا ہے، ہم ان سے عبرت حاصل کریں۔ اگر ہم خدانخواستہ کسی بیماری یا پریشانی میں مبتلا ہیں تو صبر و شکیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اگر عافیت وصحت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں تو منعم حقیقی کی شکرگزاری سے ہرگز دریغ نہ کریں۔ حق تعالیٰ ہمیں اس دور ابتلا سے نجات عطا فرمائے اور عافیت کی زندگی مقدر فرمائے۔ آمین

☆☆..................☆☆

اسلامی قوانین کا معجزہ

"رابرٹ کرین" اور ایک "یہودی" کا اسلام لانا

سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن (Richard Nixon) کے رابرٹ کرین (Robert Crane) نامی ایک مشیر رہے ہیں، انہوں نے عوامی قانون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، پھر بین الاقوامی قانون میں پی ایچ ڈی کی، پھر وہ ہارورڈ سوسائٹی آف انٹرنیشنل لاء کے صدر بن گئے۔ بعدازاں وہ امریکی صدر نکسن کے مشیر برائے امور خارجہ تعینات ہوئے۔ وہ امریکی قومی سلامتی کونسل کے ڈپٹی ڈائریکٹر بھی رہے، انہیں امریکا میں سیاسی امور کا ماہر سمجھا جاتا ہے۔ وہ امریکا میں مرکز تمدن وتجدید کے بانی ہیں۔ وہ چھ زندہ زبانوں میں روانی سے بولتے ہیں۔

ایک دن امریکی صدر نکسن نے "اسلامی اصول وقواعد" کے بارے میں پڑھنا چاہا، لہٰذا اس نے سی آئی اے سے کہا کہ میرے لئے اس موضوع پر ایک تحقیقی مضمون تیار کرو، انہوں نے اپنے صدر کے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایک تحقیقی مضمون تیار کیا، لیکن وہ قدرے لمبا تھا، اس نے اپنے مشیر رابرٹ کرین سے کہا کہ اس مضمون کو پڑھیں اور اس کا خلاصہ کریں۔ رابرٹ نے اس مضمون کو پڑھا اور صدر کو اس کا خلاصہ کر کے دے دیا، لیکن اس مضمون کے مندرجات نے رابرٹ کو اسلام کے متعلق مزید تحقیق پر مجبور کردیا، لہٰذا وہ اس موضوع کے بارے میں مزید معلومات کے لئے اسلامی سیمینارز اور کانفرنسز میں شرکت کرنے لگے، پھر وہ دن بھی آیا کہ رابرٹ نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا، اور پوری ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ان کے قبول اسلام کی خبریں پھیل گئیں، انہوں نے قبول اسلام کے بعد اپنا اسلامی نام "فاروق عبدالحق" رکھا، وہ اسلام قبول کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"بطور قانون کا طالب علم ہونے کے مجھے اسلام میں وہ تمام قوانین ملے جن کا میں نے مطالعہ کیا میں نے ہارورڈ یونیورسٹی میں تین سال تک قانون کی تعلیم حاصل کی لیکن مجھے ان کے قوانین میں ایک بار بھی لفظ "عدل" نہیں ملا، تاہم مجھے یہ لفظ اسلام میں کثرت سے ملا ہے۔"

انہوں نے ۱۹۸۱ء میں اسلام قبول کیا اور اپنا نام سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام پر "فاروق" رکھا، جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "عدل" کے امام تھے وہ کہتے ہیں:

"ہم ایک دفعہ ایک قانونی مباحثہ کر رہے تھے، یہودی قانون کے ایک پروفیسر بھی ہمارے ساتھ تھے، اس کی گفتگو کی باری آئی تو اس نے بولنا شروع کیا اور اپنی گفتگو میں اسلام اور مسلمانوں پر طعن وتشنیع کرنے لگا، جب اس کی دشنام طرازی حد سے بڑھنے لگی تو میں نے اسے خاموش کرانے کی ٹھانی۔ میں نے اس سے پوچھا:

"کیا آپ کو امریکی آئین میں وراثت کے قانون کا حجم معلوم ہے؟" اس نے کہا: ہاں! وہ آٹھ جلدوں سے زیادہ ہے۔ میں نے کہا: اگر میں آپ کے پاس وراثت کا ایسا قانون لاؤں جو دس لائنوں سے زیادہ نہیں تو کیا آپ یقین کریں گے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے؟ اس نے کہا: ایسا ممکن ہی نہیں کہ وراثت کا اتنا لمبا چوڑا قانون صرف دس لائنوں میں سمجھا دیا جائے، میں نے قرآن مجید سے وراثت کی آیات نکالیں اور اسے پیش کردیں۔ کچھ دنوں بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ایک انسانی ذہن کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ تمام قریبی رشتے داروں کا اتنی وسعت سے احاطہ کرے کہ کسی کو بھی نہ چھوڑے اور پھر ان کے درمیان اتنے عدل سے وراثت تقسیم کرے کہ کسی ایک پر بھی ظلم نہ کرے، پھر اس یہودی نے اسلام قبول کرلیا۔

ڈاکٹر رابرٹ کرین (فاروق) ابھی حیات ہیں، ان کی عمر اکانوے سال کو پہنچ چکی ہے وہ اپنی وسعت وطاقت کے مطابق امریکا میں اسلام کی شمعیں پھیلانے میں مگن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چراغ سے لاکھوں چراغ روشن کرے۔ آمین۔

اسلامی وحدت ومساوات

سیرت طیبہ کا ایک درخشاں پہلو

مولانا شفیق احمد قاسمی، ابوظہبی

گزشتہ سے پیوستہ

جاہلی عصبیت پر زد:

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت و محبت اور وحدت ومساوات کی روح کو فنا کرنے اور انسانوں کو مختلف خانوں میں تقسیم کرنے والے جاہلی تفاخر اور انساب پر غرور کو بالکل ختم کر دیا فرمایا: وہ قومیں جو اپنے مردہ آباؤ اجداد پر فخر کرتی ہیں ان کو اس سے باز آنا چاہیے وہ تو جہنم کا کوئلہ بن چکے ہیں یا پھر اللہ کے نزدیک اس کیڑے سے بھی بدتر وحقیر ہیں جو اپنی ناک سے نجاست کو دھکیلتا ہے اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر تم سے جاہلی عصبیت اور باپ دادا پر فخر کرنے کو مٹا دیا۔

(باب المفاخرت، مشکوٰۃ شریف)

جاہلی عصبیت وانانیت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

”لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّۃً وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَصَبِیَّۃً“ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: ”جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے عصبیت کے باعث قتال کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو عصبیت میں مبتلا ہو کر مرا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

اسلامی معاشرہ کے جذبہ تعاون وتراحم کو قائم رکھنے اور بداعتمادی وبدگمانی کو ختم کرنے کی وہ تمام ترکیبیں فراہم کر دیں جس کی طرف کوئی انسانی ذہن نہیں جا سکتا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وتابعداری اور اختلافات وتنازعات سے دور رہنے کی تاکید نیز بدظنی رکھنے، کسی کی ٹوہ میں پڑنے اور غیبت کرنے، پڑوسیوں کے حقوق سلب کرنے، مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے کو گناہِ کبیرہ قرار دیا اور مسلمانوں سے ہمدردی رکھنے، تعاون کرنے، مصائب ومشکلات میں مدد کرنے کو اجرِ عظیم کا باعث فرمایا، ذرا ان آیات واحادیث کو ملاحظہ کریں کس طرح ہدایات دی جارہی ہیں:

”اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔“ (انفال:۴۶)

ترجمہ: ”اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تنازع میں مت پڑو ورنہ ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (دشمنوں سے مقابلہ کے وقت) صبر سے کام لو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

بدگمانی سے بچو:

”یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ“ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور ٹوہ میں مت رہو اور نہ تم میں کا کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی گوارہ کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو تم ناپسند کرو، اللہ سے ڈرو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا“ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ”تم بدگمانیوں سے دور رہو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، نہ کسی کی ٹوہ میں پڑو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو اور نہ آپس میں حسد رکھو، نہ بغض وکینہ اور نہ ایک دوسرے سے رُخ پھیرے رہو اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔“

حسن ظن کا درجہ:

”حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَۃِ۔“

(رواہ احمد وابوداؤد)

ترجمہ: ”حسن ظن بہترین عبادت ہے۔“

پڑوسیوں کا خیال رکھو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخدا مومن نہیں ہے (تین مرتبہ یہ جملہ فرمایا) صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہے۔(بخاری ومسلم)

نیز فرمایا:''لَیسَ المُومِنُ بِالَّذِی یَشبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنبِہٖ۔''(مشکوۃ باب الشفقۃ) وہ شخص مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھالے اور اس کے بغل میں اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے۔

جذبۂ اخوت وتعاون کی آبیاری:

''اَلْمُسلِمُ اَخُو المُسلِمِ لَا یَظلِمُہٗ وَلَا یُسلِمُہٗ مَن کَانَ فِی حَاجَۃِ اَخِیہِ کَانَ اللّٰہُ فِی حَاجَتِہٖ وَمَن فَرَّجَ عَن مُسلِمٍ کُربَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنہُ کُربَۃً مِن کُرُبَاتِ یَومِ القِیَامَۃِ۔''(بخاری ومسلم)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یارومددگار چھوڑتا ہے جس نے اپنے بھائی کی ضرورت پوری کی اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا اور جس نے اپنے بھائی سے کسی تکلیف کو دور کیا قیامت کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف اللہ اس سے دور کرے گا۔

اسی طرح وحدت ومساوات اور محبت واخوت کے ماحول کو زہریلا کرنے اور نفرت پھیلانے، دشمنی پیدا کرنے کی ایک ناپسندیدہ حرکت کسی کا تمسخر ومذاق کرنا ہے کسی کو برے القاب سے یاد کرنا ہے اسلام نے اس کو انتہائی ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے اور یہ احساس دلایا ہے کہ جس کو تم حقیر وذلیل جان کر مذاق کا نشانہ بناتے ہو یا اس کو برے القاب دے کر رسوا کرتے ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے اچھے عمل کی وجہ سے اللہ کے نزدیک ان مذاق اڑانے اور استہزاء کرنے والوں سے بلند مرتبہ پر ہو۔ سورہ حجرات میں ارشادِ خداوندی ہے:

''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ''(الحجرات:۱۱)

ترجمہ: ''تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو (اگر اختلاف پیدا ہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم پر رحم کیا جائے، اے ایمان والو! کوئی جماعت کسی قوم کا تمسخر نہ کرے ممکن ہے وہ لوگ تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ مذاق اڑانے والیوں سے بہتر ہوں اور نہ اپنوں کی عیب جوئی کرو، نہ برے القاب سے مخاطب کرو۔''

ایسے جامع اصول وقوانین کا پابند معاشرہ ہی وحدت ومساوات اور محبت ورأفت، رحم دلی وخیر خواہی، ہمدردی وغمگساری اور ایک دوسرے کی نصرت واعانت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہوسکتا ہے یہی اسلامی وحدت ومساوات ہی وہ قوت وطاقت تھی، جس کے سامنے دشمن کی کوئی فوج نہ ٹک سکی، اسی مساواتِ اسلامی کا اثر تھا کہ غزوۂ موتہ میں ایک آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ سپہ سالارِ اعظم بنائے گئے اور مرض الوفات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لشکر روانہ فرمایا تھا اس کے سپہ سالار اسامہؓ بن زید بن حارثہ تھے، جن کے ماتحت ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم اجمعین سمیت تمام کبار صحابہ تھے، یہی اسلامی مساوات کارفرما تھی کہ فتح مکہ کے دن سیدنا بلال حبشی بیت اللہ شریف کی چھت پر کھڑے ہوکر اذانِ توحید دے رہے تھے اور مشرکین کے بعض سردار احساسِ ذلت سے کہہ رہے تھے کہ کاش میں اس منظر کو دیکھنے سے پہلے مرچکا ہوتا، اسی اسلامی وحدت ومساوات کو دل سے قبول کرنے کا نتیجہ تھا کہ فاتح شام اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اے لوگو! میں ایک قریشی انسان ہوں اور تمہارا کوئی بھی فرد جو تقویٰ میں مجھ سے فائق ہو خواہ سرخ ہو یا سیاہ فام میں اس جیسا بننا پسند کروں گا۔''

(اشہر مشاہیر الاسلام)

آج دنیا میں مسلمانوں کو جو بھی مسائل درپیش ہیں یا ان کو دشمنانِ اسلام کی جن سازشوں، تحریکوں کا سامنا ہے اور ان کا توڑ نہیں کرپارہے ہیں تو اس کا سبب یہ ہے کہ ہماری وہ مثالی وحدت باقی نہیں رہی جو قوت وطاقت کا سرچشمہ تھی جس طرح قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے بتانِ رنگ وخون کو توڑ کر اپنے کو ملت میں گم کردیا تھا اور سیسہ پلائی دیوار بن گئے، آج انھیں کے جانشین مسلمان فرقوں، گروہوں، جماعتوں میں تقسیم ہیں، قومیت ووطنیت، علاقائیت اور خاندانی انانیت کا شکار ہیں۔ علامہ اقبال کا یہ پیغام اور ان کا منتشر بکھرے مسلمانوں پر طنز کتنا گہرا ہے:

بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

اسلامی تجارت کے بنیادی اصول

مفتی توقیر عالم قاسمی

جتنے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے سب نے کسب حلال کیا، کسی نے مزدوری کی، کسی نے بڑھئی کا کام کیا، کسی نے بکریاں چرائیں، خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اجیاد کے پہاڑوں پر لوگوں کی بکریاں اجرت پر چرائیں، آپ نے تجارت بھی کی، حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر دو مرتبہ ملک شام کا سفر کیا، آپ نے زراعت کا کام بھی کیا، اطراف مدینہ میں مقام جُرف تھا، وہاں آپ نے کھیتی کا کام کیا، لہٰذا کسب حلال کے مختلف طریقوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”طَلَبُ کَسْبِ الحلالِ فریضۃ بعد الفریضۃِ۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی)

ترجمہ: ”رزق حلال کو طلب کرنا فرض ہے، فرض کے بعد۔“

یعنی رزق حلال کو طلب کرنا' دین کے اولین فرائض کے بعد دوسرے درجے کا فرض ہے۔ دین کے اولین فرائض تو وہی ہیں جو ارکان اسلام کہلاتے ہیں اور جن کے بارے میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ چیزیں دین میں فرض ہیں۔ مثلاً نماز پڑھنا، زکاۃ دینا، روزہ رکھنا، حج کرنا وغیرہ، یہ سب دین کے اولین فرائض ہیں، مذکورہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ان دینی فرائض کے بعد دوسرے درجے کا فریضہ رزق حلال کو طلب کرنا اور رزق حلال کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”طَلَبُ الحلالِ وَاجِب علٰی کلِّ مسلمٍ۔“ (المعجم الاوسط للطبرانی)

ترجمہ: ”حلال روزی طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ....“ (سورۃ جمعہ:۱۰)

ترجمہ: ”جب نماز تمام ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور روزی تلاش کرو۔“

یعنی تجارت کے لئے اور اپنی ضروریات میں لگنے کے لئے زمین پر پھیل جاؤ اور رزق تلاش کرو۔ (تفسیر بغوی)

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے: عراک بن مالک جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہوجاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر فرماتے:

ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے آپ کی دعوت: ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ“ کو قبول کیا، نماز پڑھی، اور زمین پر پھیل گیا جیسا کہ تو نے حکم دیا، لہٰذا آپ ہمیں رزق عطا فرما اور تو بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔

کسبِ حلال کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَن طَلَبَ الدنیا حَلالاً وَاستعفافاً عنِ المسئلِ، وَسعیاً علی عیالِه، وتعطفاً علی جارِه لَقِیَ اللّٰهَ، وَوَجهُه کالقمرِ لیلَ البدرِ۔“ (شعب الایمان للبیہقی، مصنف ابن ابی شیبۃ)

ترجمہ: ”جس شخص نے دنیا کو حلال طریقے سے حاصل کیا، سوال سے بچنے کے لئے تاکہ فقر و تنگ دستی کی وجہ سے لوگوں سے سوال کرنا نہ پڑے)، اپنے اہل وعیال کی پرورش اور کفالت کے لئے اور اپنے پڑوسی پر احسان کرنے کے لئے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرا چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔“

حرام کمائی سے احتراز لازم ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا یدخلُ الجنۃ لحم نَبَتَ مِن سحت النارُ اولٰی بِه۔“ (مسند احمد حدیث، شعب الایمان للبیہقی)

ترجمہ: وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کی پرورش حرام غذا اور حرام مال سے ہوئی

ہے، جہنم کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔"

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کو کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ مال کس طرح حاصل کر رہا ہے، حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے۔

حرام غذا قبولیت دعا کے لئے مانع:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! اللہ پاک ہے وہ پاک اور حلال چیز ہی قبول فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے، جس چیز کا تمام رسولوں کو حکم دیا ہے؛ چناں چہ فرمایا: اے رسولو! پاک اور حلال میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مومنو! پاک رزق میں سے کھاؤ، جو ہم نے تم کو عطا کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا آدمی (مقامات مقدسہ جیسے مکہ، مدینہ کے لئے) لمبا سفر کرتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعائیں کرتا ہے اور کہتا ہے: "اے میرے رب! اے میرے رب! جب کہ وہ پراگندہ بال اور پراگندہ لباس ہوتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام غذا سے اس کی پرورش ہوئی ہے تو کیسے اس کی دعا قبول ہوگی۔

(شرح السنن للبغوی، ترمذی)

تجارت کی فضیلت:

کسب معاش اور حصول رزق حلال کے اسباب وذرائع مختلف ہیں جیسے تجارت، زراعت، ملازمت، صنعت وحرفت اور محنت و مزدوری وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے سلسلے میں شام کے دو سفر کئے، جن میں آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا سامان تجارت لے کر شام تشریف لے گئے، لہٰذا اگر کوئی آدمی اس نیت سے تجارت کرے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تجارت کر رہا ہوں تو یہ دین کا حصہ بن جائے گا۔ اور تجارت عبادت ہے اگر دو نیت سے کی جائے۔ (۱) اس کی آمدنی سے بیوی بچے وغیرہ کے حقوق کو ادا کروں گا۔ (۲) اور اس کے ذریعہ ضرورت مندوں تک ضرورت کی اشیاء پہنچاؤں گا۔ قرآن و حدیث میں تجارت کی فضیلت آئی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔" (النساء:۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال کو آپس میں ناحق مت کھاؤ، مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی اور رضامندی سے۔

حضرت قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "التجارة رزق من رزق اللّٰه، حلال من حلال اللّٰه لمن طلبها بصدقها وبرّها۔" تجارت اللہ کے رزق میں سے ایک رزق اللہ کی حلال کردہ اشیاء میں سے ایک حلال چیز ہے اس شخص کے لئے جو اس کو حاصل اور طلب کرے سچائی اور نیکی کے ساتھ۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم لوگ تجارت کو لازم پکڑو، اس لئے کہ اس میں رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں۔"

☆فی حاشیة احیاء العلوم: "رواه ابراهیم الحربی فی غریب الحدیث، من حدیث نعیم بن عبد الرحمن، ورجاله ثقات۔" (احیاء العلوم)

(۳) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سی کمائی سب سے اچھی، طیب اور صاف ستھری ہے؟ آپ نے فرمایا: عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ۔ آدمی جو کمائی اپنے ہاتھ سے کرے (جیسے زراعت، تجارت، کتابت اور صناعت وغیرہ) اور ہر وہ خرید وفروخت جو دھوکہ اور خیانت سے پاک ہو اور ازروئے شرع مقبول ہو۔ (مسند احمد، مرقاۃ)

(۴) امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ چار دراہم ہیں، ان میں سے ایک تجارت سے حاصل ہوا، ایک بھائی کی صلہ رحمی اور ہدیہ سے حاصل ہوا، ایک اجرت تعلیم سے حاصل ہوا اور ایک سرکاری خزانے سے ملا، تو ان میں سے افضل کون سا ہے؟ تو انہوں جواب دیا: جو درہم کپڑے کی تجارت سے حاصل ہوا ہے۔

(الآداب الشرعی والمنح المرعیۃ)

(۵) اور ابراہیم نخعیؒ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی تجارت چھوڑ کر نوافل میں مشغول رہتا ہے اور ایک آدمی تجارت میں مشغول رہتا ہے تو ان میں سے کون افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا: امانت دار تاجر۔ (حوالہ سابقہ)

(۶) اور صاحب الآداب الشرعیۃ نے لکھا ہے: سب سے افضل کسب معاش تجارت ہے، اور تجارت میں بھی سب سے افضل کپڑا، عطر، غلہ

اورگھوڑے کی تجارت ہے۔(حوالہ سابق)

(۷) بخاری کی مشہور شرح عمدۃ القاری میں علامہ عینیؒ رقم طراز ہیں:"قَدْ اَبَاحَ اللّٰہُ تَعَالٰی التِّجَارَ فِی کِتَابِہٖ، وَاَمَرَ بِالْاِبْتِغَاءِ مِنْ فَضْلِہٖ، وَکَانَ اَفْضَلُ الصَّحَابِ کَانُوْا یَتَّجِرُوْنَ، وَیَحْتَرِفُوْنَ فِیْ طَلَبِ الْمَعَاشِ۔"(۱۱/۱۶۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں تجارت کرنے کو جائز قرار دیا ہے اوراپنے رزق کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے اوراکابر اوراونچے درجے کے صحابہ تجارت کرتے تھے اور کسب معاش کے لئے کاروبار کرتے تھے۔

(۸) حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: "لَایَقْعُدُ اَحَدُکُمْ عَنْ طَلَبِ الرِّزْقِ وَیَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ! اَنَّ السَّمَاءَ لَاتُمْطِرُ ذَھَباً وَلَا فِضَّۃً۔"(احیاءالعلوم)

ترجمہ:"تم میں سے کوئی طلب رزق کو چھوڑ کر بیٹھ نہ جائے اور پھر کہے: اے اللہ! مجھے روزی عطا فرما؟ کیوں کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونے اورچاندی نہیں برستے۔"

(۹) جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد خرید و فروخت کی فضیلت: بعض سلف سے مروی ہے کہ جوشخص جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ خرید وفروخت کرے، اللہ تعالیٰ اس میں ستر مرتبہ برکت فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے:"فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلَاۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔"(سورۂ جمعہ:۱۰) یعنی جب نماز تمام ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور روزی تلاش کرو۔

(۱۰) دن کے شروع حصے میں تجارت کرنے کی فضیلت: دن کے اول حصے میں تجارت کرنے سے اس میں برکت ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا دی ہے۔

حضرت صخر غامدی سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا، وَاِذَا بَعَثَ سَرِیًّا اَوْ جَیْشاً بَعَثَھُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ. وَکَانَ صَخْرٌ رَجُلاً تَاجِراً، وَکَانَ یَبْعَثُ تِجَارَتَہٗ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ، فَاَثْرٰی، وَکَثُرَ مَالُہٗ۔"

(ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: اے اللہ! میری امت کے لئے اس کے دن کے شروع حصے میں برکت عطا فرما، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فوج کا کوئی دستہ، یا لشکر جنگ کے لئے بھیجتے تھے تو دن کے اول حصے میں بھیجتے تھے اور حضرت صخر تاجر آدمی تھے، اپنی تجارت کا سامان ملازمین کی معرفت دن کے اول حصے میں بھیجتے تھے: چناں چہ ان کی تجارت میں خوب خوب برکت ہوئی، نفع ہوا اور وہ مال دار ہوگئے اوران کا مال بہت ہوگیا۔

سچے، امانت دار اور دین دار تاجر کی فضیلت:

(۱) وہ تجار جو تجارت اور کاروبار میں مشغول ہونے کے باوجود دین پر سختی سے عمل کرتے ہیں اور کاروبار میں مشغولیت کی وجہ سے ان کی دین داری میں کوئی کمی نہیں آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی تعریف اور مدح سرائی کی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلَاۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ۔"(النور:۳۷)

ترجمہ:"وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید وفروخت غافل نہیں کرتے، اللہ کے ذکر سے، نماز سے اور زکاۃ دینے سے۔"

یعنی معاش کے دھندے ان کو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل نہیں کرتے، بڑے سے بڑا بیوپار، یا معمولی خرید وفروخت کوئی چیز خدا کے ذکر سے نہیں روکتی۔ صحابہ کرامؓ کی یہی شان تھی۔ (فوائد عثمانی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اہل بازار میں سے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جب نماز کے لئے اذان ہوئی تو انھوں نے اپنے خرید وفروخت کو چھوڑ دیا اور نماز کے لئے چل پڑے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: یہ لوگ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب کی اس آیت میں ذکر فرمایا ہے:"رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔"(تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری)

اور تفسیر قشیری میں لکھا ہے کہ مذکورہ آیت میں جن کا تذکرہ ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حقوق اللہ کو حظوظ نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جب موذن کی آواز"حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ" سنتے ہیں تو بیع وشراء اور تجارت کی مشغولیت کو چھوڑ، اللہ کے حق کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۲) اور حضرت ابراہیم نخعیؒ سے سچے تاجر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ آپ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے، یا وہ شخص جو عبادت کے لئے فارغ ہے اور ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سچا تاجر میرے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے؛ اس لئے کہ

وہ مجاہدہ میں مشغول ہے؛ کیوں کہ شیطان اس کے پاس ناپ تول کے راستے سے آتا ہے (تاکہ اس کو بھٹکائے اور ناپ تول کی کمی بیشی میں اس کو مبتلا کرے)، اور شیطان اس کے پاس لینے اور دینے کے راستے سے آتا ہے (تاکہ اس کو لین دین کی گڑبڑ میں مبتلا کرے) پس وہ شیطان سے مجاہدہ کرتا ہے؛ لہٰذا سچا دین دار تاجر زیادہ محبوب اور پسند ہے۔ (احیاء العلوم)

تاجر کی دو قسمیں ہیں:

تاجر اگر اپنی تجارت اور کاروبار میں سچ بولے، امانت داری کا پاس ولحاظ رکھے، اللہ سے ڈرے، تقویٰ اور نیکی اختیار کرے اور نیک اعمال سے غافل نہ ہو تو حدیث میں اس کا بہت بڑا رتبہ اور مقام بیان کیا گیا۔ اس کے برخلاف جس تاجر اور بیوپاری میں مذکورہ اوصاف نہ ہوں وہ باعتبار آخرت نہایت خائب وخاسر اور نقصان میں ہے۔

درج ذیل تین حدیثیں پڑھیے:

(۱) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الامینُ مَعَ النَّبِیّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَاءِ'' (ترمذی حدیث)

ترجمہ: ''سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَلتُّجَّارُ یُحشَرُونَ یومَ القِیامۃ فُجَّاراً اِلَّا مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ، وَبَرَّ، وَصَدَقَ۔'' (سنن دارمی، واسنادہ جید)

ترجمہ: ''تاجروں کو قیامت کے دن فساق وفجار (گنہگار) بنا کر اٹھایا جائے گا؛ مگر وہ تاجر جو اللہ سے ڈرا، تقویٰ اختیار کیا، نیکی اختیار کی اور سچ بولا (تو اس کا حشر سابقہ حدیث کے بموجب انبیاء، شہداء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا)۔

(۳) حضرت علیؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ: ''یَا عَلِیُّ! لَاتَکُن فَتَّاناً، وَلَاتَاجِراً اِلَّا تَاجِرَ خَیرٍ، وَلَاجَابیاً، فَاِنَّ اُولٰئکَ مُسَوِّفُونَ فِی العَمَلِ۔'' (شرح مشکل الآثار للطحاوی)

ترجمہ: ''اے علی! تو فتین نہ بن، اور نہ تاجر بن مگر تاجر خیر اور جراً ٹیکس وصول کرنے والا مت بن، اس لئے کہ یہ لوگ عملِ شریعت سے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں۔''

امام طحاویؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''فِی ھٰذَا الحدیثِ تبیانُ التاجرِ المذمومِ، وانّہ مُسَوِّفٌ فی العملِ، وھو الذی تشغلہ تجارتُہ عن العملِ۔'' (حوالہ سابق)

فرماتے ہیں: اس حدیث میں تاجر مذموم کا بیان ہے اور مذموم وناپسندیدہ تاجر وہ ہے جس کی تجارت اس کو دین پر عمل سے غافل کردے۔

مبیع کا عیب چھپانا اور دھوکا دینا جائز نہیں ہے:

خرید وفروخت میں کسی کو دھوکا دینا جیسے جس دودھ دینے والی گائے یا بھینس کو فروخت کرنا ہو، کئی دنوں تک اس کو نہ دوہنا اور دودھ اس کے تھن میں چھوڑے رکھنا، تاکہ خریدار اور گاہک دھوکا کھا جائے اور یہ سمجھے کہ جانور زیادہ دودھ دینے والا ہے اور جیسے گھٹیا اور عیب دار مال کو نیچے رکھنا اور عمدہ وفرلیش مال کو اوپر رکھنا تاکہ خریدار یہ دھوکہ کھا جائے کہ سب مال عمدہ ہی ہیں' ناجائز، حرام اور گناہ کبیرہ ہے، حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی عیب دار چیز کو فروخت کیا اور اس عیب کو بیان نہیں کیا تو وہ مسلسل اللہ کے غضب اور ناراضگی میں رہتا ہے اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں: ''مَن بَاعَ عَیباً لَم یُبَیِّنہُ لَم یَزَل فِی مَقتِ اللّٰہِ، وَلَم تَزَلِ المَلَائِکَۃُ تَلعَنُہُ۔'' (ابن ماجہ)

اور ایک حدیث میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''لَایَحِلُّ لِاحدٍ یبیعُ شیئاً الاَّ یُبَیِّنَ ما فیہ، ولَایَحِلُّ لِمَن یَعلَمُ ذلکَ الاَّ یُبَیِّنَہُ۔'' (مسند احمد)

یعنی کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی چیز کو بیچے اور اس میں جو عیب ہے اس کو بیان نہ کرے، اور نہ اس آدمی کے لئے جائز ہے جو مبیع کے عیب کو جانتا ہو اور اس کو بیان نہ کرے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بازار میں غلہ (گیہوں) کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو آپ کی انگلیاں تر ہوگئیں (غلہ اندر سے بھیگا ہوا تھا)، آپ نے فرمایا: اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس پر بارش پڑ گئی تھی (اس وجہ سے یہ بھیگ گیا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کو غلہ کے اوپر کیوں نہیں رکھا؛ تاکہ لوگ (خریدار) اس کو دیکھ لیتے؟ (اورسنو!) ''مَن غَشَّ فَلَیسَ مِنَّا'' جو مسلمانوں کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی)

(جاری ہے)

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیسے کریں؟

مفتی محمد عبدالحمید قاسمی

اسلام ایک ابدی حقیقت ہے اور باطل کی اس کے ساتھ آویزش بھی رسم قدیم ہے ملل سابقہ کی باطل کے ساتھ کشمکش ہمیشہ جاری رہی ہیں اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جو ملت جتنی کامل و مکمل ہوتی ہے اس کو اسی قدر باطل کے ساتھ نبرد آزما ہونا پڑتا ہے، آخری امت جسے سیدالمرسلین، خاتم النبیین، فخر موجودات، رحمت مجسم، پیکر صدق وصفا، منبع جود وسخا، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا شرف حاصل ہے، سنت قدیمہ کے مطابق روز اول سے باطل کے ساتھ پنجہ آزما رہی ہے اور ہمیشہ اس کو داخلی اور خارجی فتنوں سے نمٹنا پڑا ہے اُنہی میں سے ایک فتنہ ”قادیانیت“ کا فتنہ ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا فتنہ چودھویں صدی کا عظیم فتنہ ہے جسے انگریز نے اپنے ناپاک اغراض ومقاصد کی خاطر جنم دیا۔ علماء کرام نے مرزا قادیانی کی زندگی سے ہی اس کا تعاقب شروع کردیا تھا جو آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ! ہمیشہ جاری رہے گا۔

بحیثیت مسلمان ہر ایک پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر طریقہ سے اس فتنہ کا تعاقب کرے، اور اس فتنہ کے تعاقب، سدباب اور سرکوبی کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرے۔

کیوں کہ قادیانی اپنے منصوبوں پر عمل پیرا ہیں، جھوٹی نبوت کی تشہیر پورے زوروں سے جاری ہے اور مسلمان نوجوانوں کو مختلف ہتھکنڈوں سے قادیانی بنایا جارہا ہے اور دوسری طرف امت مسلمہ کی ایک بڑی تعداد قادیانیوں کی ناپاک سازشوں سے بالکل ناواقف ہے، جس سے قادیانی پورا فائدہ اٹھارہے ہیں اور اپنی ارتدادی مہم کو بہت تیزی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں حالات کی ان سنگینیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، قادیانیت کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے کچھ تجاویز پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) سب سے پہلے مختلف مکاتب فکر کے علماء اور عوام الناس کے درمیان اتحاد کی فضا کو عام کیا جائے، کیونکہ اس فتنہ کو کچلنے کے لئے اتحاد کا بہت بڑا دخل ہے۔

(۲) قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے والے نو مسلموں کا تحفظ ضروری ہے تاکہ نومسلم حضرات دوبارہ ان کے دامِ فریب کا شکار ہوکر قادیانیت قبول کرنہ بیٹھیں۔

(۳) اخبارات ورسائل کے ذریعہ مختلف زبانوں میں ختم نبوت کے لٹریچر کو عام کیا جائے جس میں خاص طور پر ختم نبوت، رد قادیانیت، اور حیات عیسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم موضوعات پر روشنی ڈالی جائے، خود صاحب قلم ہیں تو اس عنوان پر مضامین لکھیں یا اوروں سے لکھائیں۔

(۴) قادیانی مصنوعات اور پروڈکٹس کا مکمل بائیکاٹ کریں تاکہ ان کی معیشت کمزور پڑ جائے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ ختم نبوت کے خلاف رقم خرچ نہ کرسکے۔

(۵) مسلمانوں میں شعور بیدار کرنے کی غرض سے کانفرنس اور جلسے جلوس قائم کئے جائیں اور خصوصاً وقفہ وقفہ سے جمعہ کے موقع پر ائمہ وخطبا حضرات اسی عنوان کو جمعہ کا موضوع بنائیں۔

(۶) آج بھی مسلمانوں اور قادیانیوں کی بیٹیاں آپس میں ایک دوسرے کے یہاں ازدواجی زندگی میں منسلک ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے) ایسی صورتحال میں خدامِ ختم نبوت اور مجاہدین نبوت کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ایسے مسلمانوں سے فوراً رابطہ قائم کریں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلائیں کہ قادیانی کافر ہیں اور سمجھائیں کہ ان کے ساتھ مسلمانوں کا نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا۔

(۷) اگر کسی علاقے میں قادیانی اور مسلمان رہتے ہوں تو مسلمانوں کو قادیانیوں کی شادی اور تقریبات میں شامل نہ ہونے دیں، کیوں کہ مسلمان ان کے کلچر، رہن سہن اور طور طریقوں سے متاثر ہوکر ان کے شکار نہ بن جائے۔

(۸) رد قادیانیت کورس رکھ کر طلبا، وکلاء،

ڈاکٹر سرکاری وغیر سرکاری ملازمین غرض کہ زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے ہر مسلمان کو ہر بستی سے ایک، شہر کے سارے محلوں سے ایک ایک کو کم از کم ”عقیدۂ ختم نبوت“ کی بنیادی اور اہم باتوں سے واقف کرا کر اس کو ذمہ دار بنایا جائے تاکہ وہ پوری بستی اور سارے محلّہ کو قادیانیت کے فتنہ سے محفوظ رکھ سکے۔

(۹) ”ختم نبوت“، ”ردِ قادیانیت“ اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوعات پر سالانہ ایک عظیم الشان انعامی تحریری اور اگر ممکن ہو تو تقریری مقابلہ کا انعقاد کیا جائے۔

(۱۰) اخبارات میں ”مراسلات“ کا جو کالم ہوتا ہے، جس میں ایڈیٹر کے نام خط لکھا جاتا ہے جس میں عوام اپنے مذہبی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی مسائل پر آواز اٹھاتے ہیں، ایک آدمی کی آواز پورے ملک میں خواص وعوام اور حکومت تک پہنچتی ہے لہٰذا ”مراسلات“ کے کالم میں ”ختم نبوت“ کے عنوان پر لکھا جائے، ان شاء اللہ! اس کا غیر محسوس طریقہ پر فائدہ ہوگا۔

(۱۱) مسلم مینجمنٹ عصری اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز، دینی مدارس اور ان کے دفاتر میں نیز دکانوں، فیکٹریوں اور رفاہی تنظیموں کے دفاتر میں ”اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعدِی“ کے چارٹ دیواروں اور اہم جگہوں پر آویزاں کیا جائے، تاکہ بار بار اس پر نظر پڑنے کی وجہ سے ”عقیدہ ختم نبوت“ ہر ایک کے دل میں مضبوطی کے ساتھ راسخ وپیوست ہو جائے۔

(۱۲) قصبات، گاؤں، دیہات میں رہنے والوں پر خصوصاً خُدّامِ ختم نبوت خاص نظر رکھیں اگر ممکن ہو تو اپنی تنظیم کے تحت مالی امداد اور ضروری سامان ان تک مہیا کرایا جائے، نیز معاشی اعتبار سے ان کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں تاکہ قادیانی قرض اور مال وغیرہ کی امداد کے بہانے ان بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے جال میں نہ پھنسالے۔

(۱۳) راقم نے بعض علاقوں کی کارکردگی سنی ہے جس میں دیہاتوں میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان بتا کر بحیثیت معلم مسلم بچوں کو قرآن مجید کی غلط تراجم وتشریحات بیان کر کے مرزا قادیانی کی نبوت کو سچا اور قادیانیت کو ثابت کر کے مسلمان بچوں کے دل ودماغ میں قادیانی عقائد ونظریات کو راسخ کر کے قادیانیت کو مستحکم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بچے چوں کہ استاذ کی عزت کرتے ہیں تو اہلِ حق ان کے مخالف ہو جائیں تو یہ بچے ان کے لئے بہت بڑا سہارا بن جاتے ہیں لہٰذا خدام ختم نبوت ایسے معلمین پر خصوصی نظر رکھیں۔

(۱۴) دیہات اور گاؤں کے غریب طبقہ کے لوگ حصول علم، محنت و مزدوری، ملازمت وغیرہ کے سلسلہ میں شہر کا رُخ کرتے ہیں تو مالدار قادیانی اپنی ذاتی رہائشی عمارت کا مفت یا کرایہ کے کمروں کا انتظام کرتے ہیں، تاکہ ان کو قریب کر کے قادیانیت کے عقائد اور نظریات کی چھاپ چھوڑ کے ان کو اپنی طرف مائل کر سکے۔

لہٰذا خدام ختم نبوت کی ذمہ داری ہے کہ وہ گاؤں کے سروے فارم میں نام، پتہ، پیشہ، علمی قابلیت کے ساتھ، دیہات کے لوگوں کے شہر کے رہائشی مقام کا خانہ بھی محفوظ کرے۔

(۱۵) دینی مدارس میں ہفتہ واری انجمنوں میں یا کم از کم ماہانہ اجتماعی انجمنوں میں ختم نبوت کے عنوان سے طلبا کو تقاریر پیش کرنے کا پابند بنایا جائے تاکہ مثبت انداز میں ختم نبوت کے پیغام کو عام کیا جاسکے۔

یہ عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے چند تجاویز ہیں، جس سے ہر ایک کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے، بہر حال مذکورہ تجاویز پر عمل پیرا ہو کر فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کیا جاسکتا ہے، ان شاء اللہ!

حرفِ آخر:

قرآن وحدیث کے دلائل اور بلا تفریق مسالک تمام علماء کرام کا متفق فیصلہ ہے کہ قادیانی کافر ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ نبوت کے دروازہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بند فرما دیا، اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا اور آپ کی لائی ہوئی ہدایت ”دینِ اسلام“ آخری ہدایت ہے اور اسی پر انسانیت کی کامیابی کا مدار ہے۔ بہر کیف! اہل علم پر واجب ہے کہ وہ قادیانیت کا تعاقب کر کے اس کی بیخ کنی کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھیں اور عوام الناس کو ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ اہل ثروت اور مالدار حضرات عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی خاطر ختم نبوت کے تحت چلنے والی تنظیموں کو مالی امداد کے ذریعہ مضبوط و مستحکم کریں۔

دعا ہے کے اللہ تعالیٰ فتنۂ قادیانیت سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے مزار پر:

اٹک پنوامہ میانوالی میں یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء کو پیدا ہوئے۔ اسکول و کالج کی تعلیم حاصل کی۔ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھے۔ میانوالی مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے قائدین میں سے تھے، تمام مرکزی قائدین کی گرفتاری کے بعد آپ نے پیچھے رہ کر تحریک کی قیادت کی۔ گرفتار ہونے پر مارشل لاء حکام نے سزائے موت سنائی۔ بعدازاں یہ سزا عمر قید میں بدل دی گئی۔ آپ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے زمانہ میں اسمبلی کے ممبر تھے۔ بعدازاں جمیعت علماء پاکستان میں شامل ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدر، مولانا عبدالستار خان نیازی جنرل سیکریٹری رہے۔ جب مولانا نیازی و مولانا نورانی میں اختلاف ہوا اور جمیعت علماء پاکستان دوحصوں میں تقسیم ہوگئی تو آپ اپنے گروپ کے صدر بنا دیئے گئے۔ تحاریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں بھرپور کردار ادا کیا۔ راقم السطور ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مبلغ رہا تو آپ سے ملاقاتیں رہیں۔ یوسف کذاب کے چیلوں نے دجل و فریب سے کذاب کے حق میں مولانا کا بیان لے لیا۔ جب انہیں صحیح صورت احوال سے آگاہ کیا گیا تو اپنے بیان سے رجوع کرلیا۔ میاں محمد نواز شریف کے دوسرے دور میں آپ وفاقی وزیر مذہبی امور بھی رہے، جس جماعت میں رہے۔ جہاں رہے، ختم نبوت کے شیدائی وفدائی رہے۔ ۱۷ر فروری ۲۰۱۱ء کو وفات پائی اور اپنے علاقہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دائیں بائیں مولانا محمد اکبر خان فاضل مظاہرالعلوم سہارنپور (پیدائش ۱۵ر اگست ۱۹۳۱ء وفات ۱۵ر جون ۲۰۱۴ء)، مولانا محمد اسلم خان ولد مولانا احمد خان (پیدائش ۱۹۴۴ء، وفات ۱۷ر فروری ۲۰۱۱ء، فاضل جامعہ مظاہرالعلوم سہارنپور) آرام فرما ہیں۔ موچھ سے واپسی پر ان حضرات کی قبور پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی، کچھ دیر جامعہ فتح البرکات میانوالی میں بھی محواستراحت رہے۔

میانوالی میں ختم نبوت سیمینار: جامع مسجد رب نواز خان میانوالی شہر میں مغرب کی نماز کے بعد سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا سعادت اللہ نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد ضلعی مبلغ مولانا نعیم سلمہ بعدازاں محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ میانوالی شہر کے یونٹ کے سرپرست مولانا عبدالرزاق، ناظم اعلیٰ زبیر احمد ناظم نشرواشاعت عطاءالرحمٰن، مولانا اکرم اللہ ہیں۔ ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے یہ سیمینار منعقد ہوا۔

خانقاہ سراجیہ میں حاضری: میانوالی کانفرنس سے فراغت کے بعد سفر کرکے رات خانقاہ سراجیہ کندیاں میں حاضری دی اور مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کو ان کے ضلع کی رپورٹ پیش کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نئے مہمان خانہ میں کافی دیر تشریف فرما رہے۔ رات آرام وقیام بھی خانقاہ شریف کے جدید مہمان خانہ میں رہا، جو تعمیر اور ضروریات سے متعلق اپنی مثال آپ ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ سے ملاقات کی اور ختم خواجگان اور مراقبہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی، بعدازاں سابق امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد ودیگر مشائخ نقشبندیہ نوراللہ مراقدہم کے مزارات پر حاضری دی۔

بہاولپور کا تین روزہ تبلیغی دورہ: بہاولپور قدیمی جماعتی مرکز ہے۔ بہاولپور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قادیانیوں کے کفر پر سب سے پہلا عدالتی فیصلہ ۷ر فروری ۱۹۳۵ء کو ہوا۔ اس فیصلہ کا سبب ایک نکاح تھا۔ بہاولپور کے مضافات میں ایک علاقہ ''مہند'' ہے۔ مہند شریف کے مولوی الٰہی بخش کی بیٹی کا نکاح ان کے ایک عزیز عبدالرزاق سے ہوا۔ نکاح ہوا رخصتی نہیں ہوئی۔ اس دوران عبدالرزاق قادیانی ہوگیا اور اس نے رخصتی کا مطالبہ کیا۔ مولوی الٰہی بخشؒ نے یہ کہہ کر رخصتی سے انکار کردیا کہ تو قادیانی ہوگیا ہے۔ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ لہٰذا تیرا اور میری بیٹی کا نکاح برقرار نہیں رہا۔ عبدالرزاق نے احمد پور شرقیہ کی عدالت میں کیس دائر کردیا۔ کیس مختلف مراحل طے کرتے ہوئے دربار معلّٰی میں پہنچا۔ دربار معلّٰی نے یہ کیس بہاولپور چیف کورٹ

کے جج محمد اکبر مرحوم کو ریفر کردیا اور حکم دیا کہ کیس کے مالہ اور ماعلیہ پر پورا غور وخوض کر کے فیصلہ دیا جائے کہ قادیانی ہوجانے سے نکاح برقرار رہتا ہے یا فسخ ہوجاتا ہے جج صاحب نے فریقین کو نوٹس جاری کئے۔ قادیانی عبدالرزاق برملا کہتا تھا کہ مسلمان میرا مقابلہ کیسے کرسکتے ہیں، اس لئے کہ میری پشت پر قادیان کا خزانہ ہے۔ بہاولپور کے علماء کرام کی استدعا پر امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اپنے رفقاء، تلامذہ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا سیّد بدر عالم میرٹھی، مولانا ابوالوفاء شاہجہانپوریؒ سمیت تشریف لائے اور جب تک کیس زیر سماعت رہا۔ حضرت شاہ صاحبؒ بہاولپور میں قیام فرمارہے۔ جج صاحب نے فریقین کو بھرپور موقع دیتے ہوئے سنا اور فیصلہ محفوظ کرلیا۔ حضرت شاہ صاحب نے واپس جاتے ہوئے بہاولپور ریاست کے مذہبی امور کے انچارج مولانا محمد صادقؒ کو حکم فرمایا کہ اگر فیصلہ میری زندگی میں ہوا تو میں خود سن لوں گا اور اگر میری وفات کے بعد ہوا تو میری قبر پر آکر سنانا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد فیصلہ ہوا۔ حضرت مولانا محمد صادقؒ نے حسب وصیت قبر مبارک پر جاکر سنایا۔ اس فیصلہ کے مبارک اثرات اب بھی اہالیان بہاولپور میں موجود ہیں۔ اگرچہ اب تیسری نسل چل رہی ہے، لیکن قادیانیت کے خلاف مسلمانان بہاولپور میں جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ راقم کو بھی بہاولپور میں دس سال گزارنے کی توفیق ہوئی۔ اگرچہ اب اس شعبہ میں تنزلی آگئی ہے، تاہم مبارک اثرات اب بھی موجود ہیں۔

سیٹلائٹ ٹاؤن میں درس: سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور سے دو نوجوان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے وہی قادیانیوں کے گھسے پٹے اشکالات کئے۔ مولانا ساقی نے انہیں جوابات دیئے۔ وہ قادیانیت سے خاصے متاثر نظر آرہے تھے۔ حوالہ جات کے عکس بھی لے گئے تو مولانا نے قریبی جامع مسجد میں ۱۶؍ستمبر مغرب سے عشاء تک پروگرام رکھا، جس میں قادیانیوں کے اشکالات کے جوابات، امت مسلمہ کی قادیانیت سے متعلق سوا سوسالہ خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی اور سامعین سے قادیانیوں سے بائیکاٹ کی اپیل کی گئی تقریباً ایک گھنٹہ بیان ہوا دو سو سے زائد حضرات نے شرکت کی۔

جامع مسجد غلہ منڈی میں ختم نبوت کورس:

جامع مسجد حاجی محمد اشرف میں عصر سے عشاء تک ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کی دو نشستیں ہوئیں۔ ان نشستوں میں قادیانیوں کے امت مسلمہ سے بنیادی اختلافات پر گفتگو ہوئی۔ شرکائے کورس کو بتلایا گیا کہ یوں تو قادیانیوں نے مسلمانوں سے بیس سے زائد عقائد ومسلّمات سے اختلافات کیا ہے، لیکن بنیادی تین مسائل ہیں: (۱) ختم نبوت، اجرائے نبوت، (۲) حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام، (۳) کذب وصدق مرزا قادیانی۔ امت مسلمہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں ساڑھے چودہ سوسال سے یہ عقیدہ رکھے چلی آرہی ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی، آخری رسول اور آخری پیغمبر ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی، جبکہ قادیانی، مرزا قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا قادیانی کو نبی و رسول مانتے ہیں، لیکن مرزا قادیانی کے بعد نبوت نہیں خلافت مانتے ہیں، تو گویا ان کے نزدیک آخری نبی مرزا قادیانی ہے۔ سامعین کو بتلایا گیا کہ اب گفتگو کرنا نسبتاً آسان ہوگیا، قادیانی قرآن پاک سے کوئی آیت، احادیث نبویہ کے وسیع وعریض دفتر میں سے کوئی ایک حدیث پیش کریں چاہے موضوع کیوں نہ ہو، کسی کذاب راوی نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہو کہ میرے بعد چودھویں صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نامی ایک شخص آئے گا اور وہ اللہ کا نبی ہوگا۔ امت مسلمہ کے ساڑھے چودہ سو سال میں سے کوئی ایک مسلمہ بین الطرفین بزرگ، عالم، محدث، مفسر، مجدد، فقیہ نے کہا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا قادیانی اللہ کا نبی ہوگا:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسرا عقیدہ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں، قیامت کے قریب دوبارہ بنفس نفیس دنیا میں تشریف لاکر مذاہب باطلہ کا خاتمہ کریں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا ’’رفع الی السماء‘‘ قرآن پاک سے ثابت ہے اور نزول کا عقیدہ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے، جبکہ قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے، احادیث میں جس عیسیٰ مسیح کی آمد کا تذکرہ ہے وہ مرزا قادیانی ہے۔ اس عقیدہ پر قادیانیوں کے پاس قرآن پاک سے کوئی ایک آیت،

احادیث نبویہ سے کوئی ایک حدیث اور ایسے ہی اسلاف امت میں سے کسی ایک بزرگ کا صریح ارشاد گرامی نہیں ہے۔ اس میں چند شکوک و شبہات ہیں۔ ان میں سے کچھ شکوک وشبہات کے جوابات دیئے۔

۳:...راقم نے کہا کہ قادیانیوں سے گفتگو کا سہل اور آسان طریقہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر، اخلاق و عادات، عقائد و عبادات، پیشینگوئیوں پر گفتگو کی جائے، یہ سب سے آسان موضوع ہے۔ کورس میں زیادہ مدارس عربیہ کے طلبا، اساتذہ اور مدارس سے متعلق افراد تھے۔ عوام الناس میں محنت نہیں کی گئی، جبکہ علماء و طلبا تو قادیانیوں کے دجل و فریب پہلے ہی جانتے ہیں۔ کورس کا مقصد عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوتا ہے۔ تمام مبلغین سے درخواست ہے کہ جہاں بھی کورس کا اہتمام کریں، وہاں جدید ذرائع ابلاغ واٹس اپ، فیس بک، اخبارات میں خبروں، احباب کو ٹیلی فون کے ذریعہ اطلاع فرمائیں تاکہ کورس کی افادیت ہوسکے۔

جامع مسجد سیدنا فاروق اعظم میں جمعہ: جامع مسجد فاروق اعظم سیّدنا علی المرتضیٰ ٹاؤن چورنگی پیرواد احمد پور شرقیہ کا سنگ بنیاد خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف رحیم یار خان کے سجادہ نشین حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم نے ۲۰۰۶ء میں رکھا۔ مسجد خوبصورتی، اندازِ تعمیر میں احمد پور شرقیہ کی تمام مساجد میں سے یکتا ہے۔ ۱۸؍ستمبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے دیا۔ خطبہ جمعہ میں ناموس رسالت اور ناموس صحابہ و اہلبیت کے تحفظ کا عہد لیا گیا۔ جامع مسجد اور اس سے ملحقہ مدرسہ کے مہتمم قاری خلیل الرحمن، خطیب مولانا محمد شاہد ہیں۔

مولانا عبدالحکیم حفظہ اللہ سے ملاقات: بریلوی مکتب فکر کے معتدل عالم دین ہیں۔ راقم جب بہاولپور میں مبلغ تھا تو موصوف ہر تحریک میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت ہو یا ڈاکٹر سلیمان اظہر (ڈاکٹر بہاء الدین موقر اہلحدیث) کے گستاخانہ تحقیر (مقالہ) کے خلاف موصوف نے بھرپور تعاون کیا۔ موصوف اس وقت جامع مسجد رشیدیہ ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور کے خطیب تھے۔ تقریباً تیس پینتیس سال بعد ان سے ملاقات ہوئی۔ اس کی تقریب اس طرح ہوئی کہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے مدرس و مفتی مولانا محمد یوسف سلمہ نے لبانہ چوک نزد ریلوے اسٹیشن بہاولپور ۱۸؍ستمبر صبح کی نماز کے بعد اپنی مسجد میں درس رکھا تو راقم نے مفتی صاحب سے درخواست کی کہ آپ کی ہمسائیگی میں ہمارے ایک بہترین دوست مولانا عبدالحکیم صاحب قیام فرما ہیں، ان سے ملاقات ضروری ہے تو انہوں نے ناشتہ پر موصوف کو بلالیا، اس طرح پرانے دوست مل بیٹھے۔

جامع مسجد فاروقیہ لودھراں میں جلسہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں سٹی کے امیر مولانا محمد مرتضیٰ متحرک عالم دین ہیں۔ قاری حفیظ احمد شاہ نائب امیر، قاری سعید احمد ناظم ہیں تینوں متحرک آدمی ہیں۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں انہوں نے جامع مسجد فاروقیہ عقب پرانا ہسپتال رسول بخش ٹاؤن میں تقریب کا اہتمام کیا۔ مہمان خصوصی جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا سیّد احمد کاظمی مدظلہ تھے۔ تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زونل مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے تقریب کی غرض و غایت اور قومی اسمبلی کے یادگار فیصلہ کے اثرات و ثمرات کو بیان فرمایا۔ بعدازاں راقم نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریکوں، مطالبات، نتائج و عواقب پر روشنی ڈالی اور سامعین سے اپیل کی کہ وہ ان عظیم الشان فیصلوں کے تحفظ اور بقا کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

جامع مسجد المینار خانیوال: بانی سلسلۂ نقشبندیہ کے معروف شیخ بلکہ شیخ المشائخ حضرت اقدس فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ بلکہ اجل خلفاء میں سے تھے حضرت مولانا خلیفہ عبدالمالک صدیقیؒ۔ ملک کے نامور نقشبندی بزرگ حضرت پیر غلام حبیب چکوال انہیں کے خلیفہ تھے۔ جن کے خلیفہ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی آف جھنگ ہیں۔ موخرالذکر حضرت صدیقی دامت برکاتہم کے فرزند نسبتی بھی ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کے جانشین ان کے اکلوتے فرزند حضرت خواجہ عبدالماجد نقشبندی مدظلہ ہیں، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال کے امیر بھی ہیں۔ خانقاہی مصروفیات کے باوجود جماعتی کاموں میں ہر وقت سرگرم عمل رہتے ہیں۔ خانیوال مجلس کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی ہیں، جو خانیوال کے ساتھ ساتھ وہاڑی کے مبلغ بھی ہیں، بھاری بھرکم جسامت کے باوجود متحرک رہتے ہیں۔

۱۹؍ستمبر کا وقت راقم نے ساہیوال کے لئے دیا ہوا تھا۔ تخفیف سفر کے لئے لودھراں سے ۹۰ کلومیٹر کا سفر کر کے رات کا قیام جامع مسجد المینار

سے ملحقہ خانقاہ نقشبندیہ مالکیہ میں کیا تاکہ حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہم کی زیارت و ملاقات ہوجائے۔ ۱۹؍ستمبر صبح کی نماز کے بعد المینار مسجد میں درس بھی دیا۔

تقابل ادیان کورس: جامع مسجد امیر معاویہ فرید ٹاؤن ساہیوال کے خطیب مولانا محمد شفیع قاسمی مدظلہ ہیں۔ جو خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی کی خطابت کے خوشہ چیں اور گویا ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ مسلکی غیرت انہیں خطابت میں اپنے استاذ مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ سے ملی ہے۔ انہوں نے نوجوان علماء کرام کی دینی و مسلکی تربیت کے لئے ایک ہفتہ کا پروگرام تجویز کیا۔ کورس کا آغاز عقیدۂ ختم نبوت سے کیا، چنانچہ ان کے حکم سے ۱۹؍ستمبر کو ان کی مسجد میں صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک بعد نماز ظہر ۲ سے ۴ بجے تک مولانا عبدالحکیم نعمانی سلمہ اور راقم الحروف کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر کے حوالہ سے لیکچرز ہوئے۔ دس بارہ علماء کرام نے ابتدائی داخلہ لیا، مولانا محمد شفیع قاسمی مدظلہ متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ ابتداً تو دس بارہ علماء کرام نے داخلہ لیا ہے۔ ایک آدھ دن میں کچھ مزید رفقاء آ گئے تو انہیں بھی داخلہ دیا جائے گا۔ تمام شرکاء کورس کو تقریباً دس ہزار روپے کی کتب مختلف موضوعات پر دی جائیں گی۔

جامعہ محمدیہ میں حاضری: جامعہ محمدیہ چک نمبر ۸۵ کسی زمانہ میں ساہیوال کے مضافات میں تھا۔ اب کمیٹی کی حدود میں ہے، چک مذکور میں مولانا قاری عبدالجبار مدظلہ نے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے ناظم اعلیٰ ہیں، امیر مولانا کلیم اللہ سلمہ مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال ہیں۔ قاری عبدالجبار کے حکم پر ان کے مدرسہ میں تھوڑی دیر کے لئے حاضری ہوئی اور ان کی زیارت و ضیافت سے مشرف ہوئے۔ بہر حال ان کے ہاں حاضری ہوئی بلکہ انہیں ساتھ لے کر رات ملتان دفتر میں پہنچے۔

شاہی جامع مسجد شجاع آباد میں کونشن:

شاہی مسجد شجاع آباد کے بانی شجاع آباد کے بانی نواب شجاع محمد خان تھے، جب شجاع آباد شہر آباد کیا، تو شہر کے وسط میں مسجد اور شہر کے شمال میں وسیع و عریض عیدگاہ کی تعمیر کی اور خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ کے جد اعلیٰ قاضی محمد سلطانؒ کو خطیب مقرر کیا۔ ان کے بعد مولانا قاضی محمد یٰسینؒ، قاضی محمد امینؒ، قاضی احسان احمدؒ، قاضی عبداللطیف اخترؒ یکے بعد دیگرے خطیب رہے، اس وقت شاہی مسجد کی خطابت و تولیت اور شاہی عیدگاہ کی خطابت نبیرہ خطیب پاکستان مولانا قاضی قمر الصالحین کے پاس ہے، جو مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعماء میں سے ہیں۔ عشرہ محرم میں اسلام آباد، کراچی اور بعض دوسرے شہروں میں بعض منہ پھٹ ذاکروں نے حضرات صحابہ کرامؓ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی کی تو دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث مکاتب فکر کے زعماء نے ناموس صحابہ و اہلبیت کی حفاظت کے لئے اتحاد اہلسنت کے نام سے ایک اتحاد قائم کیا، جس کے زیر اہتمام کراچی، اسلام آباد، پشاور اور دوسرے شہروں میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوئے، اس سلسلہ میں ۲۴؍ستمبر کو ملتان میں گھنٹہ گھر سے کچری چوک تک مارچ رکھا گیا۔ مارچ کی کامیابی کے لئے کئی ایک شہروں میں علماء کرام کے کونشن اور سیمینار بھی رکھے گئے۔ چنانچہ ۲۰؍ستمبر ظہر سے عصر تک شاہی مسجد شجاع آباد میں بھی کونشن منعقد ہوا، جس کے اغراض و مقاصد، وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب کے مسؤل مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ نے بیان کئے۔ ان کے بعد مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سیّد کفیل شاہ بخاری نے عظمت اصحاب و اہلبیت رسول پر تفصیلی بیان کیا۔ صدارت قاضی قمر الصالحین نے کی۔ آخری بیان محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا، مقررین نے موضوع کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے ۲۴؍ستمبر کے مارچ کو کامیاب کرنے کی اپیل کی۔

جامع مسجد ختم نبوت رسول پور ملتان: جامع مسجد ختم نبوت کے خطیب میرے پیر بھائی میرے حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے خادم و خلیفہ مولانا محمد شاکر ملتانی مدظلہ ہیں۔ حضرت اقدس جب ملتان یا مضافات میں تشریف لاتے ہیں تو حضرت والا کی گاڑی کی ڈرائیونگ اور حضرت والا کی خدمت مولانا محمد شاکر مدظلہ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت والا ان کے ہاں تشریف لائے تو تہجد کی نماز کے بعد فرمانے لگے، مولوی محمد شاکر! آپ کے قرب و جوار میں ایک مسجد ہے، جو ویران ہے، جہاں اذان و نماز نہیں ہوتی۔ موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت ہمارے قریب تو کوئی ایسی مسجد نہیں۔ حضرت شاہ صاحب دامت

برکاتہم نے فرمایا کہ تلاش کرکے صفائی کرو اور آج سے اذان ونماز کا سلسلہ شروع کردو۔ میں نے عرض کیا ان شاء اللہ العزیز! نماز ظہر کے بعد حضرت والا کا فون آ گیا کہ مسجد تلاش کی ہے؟ میں نے عرض کیا، حضرت ان شاء اللہ! میں سروے کرکے رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچا تو مسجد ۸x۸ فٹ کی تھی۔ اس کی چھت پر شہتیر اور بھالے تھے اور لکڑی پر دیمک چھت تک لگی ہوئی تھی اور صحن میں بڑے بڑے جھاڑ تھے۔ میں نوجوانوں کو لے کر گیا۔ صفائی کرائی، عصر کی اذان واقامت کے ساتھ نماز باجماعت کراکے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کو رپورٹ پیش کی۔ فرمایا کہ اس مسجد کو دوبارہ تعمیر کرایا اور اس کا نام ختم نبوت مسجد رکھا اور آج کا پروگرام تحریک ختم نبوت کے اولین قائد کی یاد میں اسی مسجد میں رکھا جارہا ہے۔ چنانچہ ۲۳؍ستمبر مغرب کے بعد سے عشاء تک پروگرام منعقد ہوا۔ عنوان تھا ”عظمت رسول واصحاب واہلِ بیت رسول“ راقم نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا، جس میں صحابہ کرامؓ واہلِ بیت رسولؐ کی عظمت کو بیان کیا گیا۔ نیز ۲۴؍ستمبر کو ملتان میں ہونے والے مارچ میں شرکت کی اپیل کی۔

باگڑ سرگانہ میں خطبۂ جمعہ: باگڑ سرگانہ اہلِ حق کا قدیمی مرکز ہے۔ تیسری پشت سے خانقاہ سراجیہ سے تعلق چلا آ رہا ہے، بلکہ باگڑ سرگانہ کی مرکزی جامع مسجد کی بنیاد خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت اقدس مولانا احمد خان نقشبندیؒ نے رکھی۔ بانی خانقاہ کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ اور خانقاہ کے حلقہ میں مشہور حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ اپنے قدوم میمنت لزوم سے علاقہ کو سرفراز فرماتے رہے۔ حضرت ثانیؒ کی وفات کے بعد جب شیخ المشائخ، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمدؒ سجادہ نشین مقرر ہوئے اور ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر بعدازاں امیر منتخب ہوئے، تو حضرت خواجہ صاحب جماعتی وخانقاہی اسفار میں آتے جاتے باگڑ سرگانہ ضرور وقت عنایت فرماتے۔ ہمارے موجودہ نائب امیر حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کا سسرالی علاقہ ہے۔ ہمارے حضرت خواجہ صاحب کے خادم اور مرشد زادہ حضرت حافظ محمد عابد رحمہ اللہ کے حکم پر باگڑ سے خاصی تعداد میں احباب چناب نگر کانفرنس میں نہ صرف شرکت فرماتے ہیں بلکہ اپنے خورد ونوش کا بھی خود بندوبست فرماتے ہیں، اپنے ہاں سے آٹے کے توڑے، گھی، دالیں، سبزیات گوشت لے کر جاتے ہیں۔ جماعتی لنگر سے کھانا کھانے کو جماعت پر بوجھ سمجھتے ہیں۔ راقم بھی سال میں ایک آدھ جمعہ باگڑ میں ضرور حاضری دیتا ہے۔ امسال ۲۵؍ستمبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے باگڑ کی مرکزی جامع مسجد میں دیا اور سامعین کو چناب نگر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ اس علاقہ سے تعلق رکھنے والے میاں خان محمد سرگانہؒ مجلس کے مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔

صاحبزادہ محمد رضوان سے ملاقات:

موصوف ہمارے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے خادم خاص اور مرشد زادہ حضرت حافظ محمد عابدؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ عرصہ ہوا کہ ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ باگڑ سرگانہ میں ہمارے میزبان میاں محمد اعجاز سرگانہ کے مکان پر تھے کہ میاں اعجاز کسی سے فون پر لالہ جی، لالہ جی کہہ کر گفتگو کر رہے تھے۔ راقم نے کہا کہ لالہ جی کو میرا بھی سلام عرض کردیں۔ میاں اعجاز نے بندہ کو فون ہی پکڑا دیا تو آگے صاحبزادہ محمد رضوان سلمہ تھے۔ خیر خیریت کے بعد فرمانے لگے کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔ راقم نے وجہ ناراضگی دریافت کی تو فرماتے لگے کہ آپ لاہور تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے نہیں ملتے۔ راقم نے کہا کہ ملاقات کا کیا ہے آج ہی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ ۲۵؍ستمبر کو ان کے ہاں حاضری ہوئی۔ عزیز مذکور ہمارے مخدوم زادہ بلکہ محسن زادہ ہیں، وہ اس طرح کہ عزیز کے والد گرامی حضرت حافظ محمد عابد نوراللہ مرقدہ نے محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے عرض کیا کہ حضرت مجلس کے مبلغین ساری زندگی جمع پونجی اکٹھی کرتے رہیں حج نہیں کرسکتے، کوئی ایسی سبیل پیدا کی جائے کہ مبلغین وخدام ختم نبوت کو حج کی سعادت نصیب ہو جائے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اپنے خلیفہ وخادم حضرت مولانا محمد جمیل خان شہیدؒ کو اس طرف متوجہ فرمایا۔ ان کے بھائی حاجی عبدالرزاق ”ختم نبوت حج گروپ“ اپنے ساتھیوں سے مل کر چلاتے ہیں جس میں سینکڑوں حجاج کرام ان کے گروپ سے حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں، اس طرح اللہ پاک نے مبلغین کے لئے حج کا دروازہ کھول دیا۔ راقم کو بھی ۲۰۰۰ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی جو حضرت لدھیانویؒ، حضرت حافظ محمد عابدؒ کی مرہون منت تھی، تو ۱۹؍ستمبر کو مغرب سے عشاء تک محمد رضوان کے ہاں حاضری ہوئی نیز ان کے برادر نسبتی محمد ناصر چوہدری سے ملاقات ہوئی۔

☆☆............☆☆

خانقاہ شمسیہ نقشبندیہ جدید شاہ منصور صوابی

7 نومبر بروز ہفتہ بعد ظہر تا 8 نومبر بروز اتوار عصر

عظیم الشان سالانہ روحانی تبلیغی اصلاحی اجتماع ختم نبوت

بفیضان شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب حفظہ اللہ

شیخ القرآن والحدیث یادگار اسلاف حضرت مولانا نور الہادی صاحب حفظہ اللہ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا اعزاز الحق صاحب حفظہ اللہ

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حافظ حضرت مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ

شیخ القرآن والحدیث یادگار اسلاف حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا خواجہ عبد الماجد صدیقی صاحب

پیر طریقت رہبر شریعت مخدوم العلماء حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی صاحب حفظہ اللہ

محبوب العلماء مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب حفظہ اللہ

مجاہد ختم نبوت فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب حفظہ اللہ

نوٹ: اجتماع کے دوران سوال وجواب کی نشست بھی ہوگی سوالات تحریراً پیش کرنے ہونگے

نوٹ: اجتماع گاہ میں رات کو قیام کرنے والے احباب موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

نوٹ: دیگر مہمان اور مقامی علماء کرام حضرات بھی تشریف لائیں گے

شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ضلع صوابی

0314-9873636
0333-9406293

0300-9423078
0343-4777275